http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۸ | ۳ تا ۹ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴ جون ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۴

صدیقی دورِ خلافت میں مرتدین کا قتل

فکرِ اقبالؒ

قادیانیت اور
شیخ عبدالماجد کا
گھٹیا پروپیگنڈہ

شہادت گاہ بالاکوٹ

کسب حلال

میں مسلمان کیوں ہوا؟

نو مسلم کے ایمان افروز تاثرات

قیمت: ۵ روپے

صدقہ کا گوشت گھر میں استعمال کرنا ناجائز ہے:

س..... ایک آدمی صدقہ میں بکرا ذبح کرتا ہے اور وہ گوشت آس پاس پڑوسیوں میں بانٹتا ہے آیا وہ گوشت گھر میں بھی کھا سکتا ہے یا کہ نہیں؟ آپ شرعی دلیل پیش کریں کہ صدقہ کے بکرا کا گوشت گھر میں استعمال ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔

ج..... بکرا ذبح کرنے سے صدقہ نہیں ہوتا بلکہ فقرا و مساکین کو دینے سے صدقہ ہوتا ہے اس لئے جتنا گوشت محتاجوں کو تقسیم کر دیا اتنا صدقہ ہو گیا اور جو گھر میں کھا لیا وہ نہیں ہوا البتہ اگر نذر مانی ہوئی تھی تو اس پورے بکرے کا محتاجوں پر صدقہ کرنا واجب ہے' نہ مالدار پڑوسیوں کو دینا جائز ہے اور نہ گھر میں کھانا جائز ہے۔

جو گوشت فقرا میں تقسیم کر دیا وہ صدقہ ہے جو گھر میں رکھا وہ صدقہ نہیں:

س..... دیہاتی علاقوں میں رسوماتی روایات جاری ہیں جن میں پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہیں۔ ہمارے گاؤں سے جو لوگ بیرونی ممالک میں مزدوری کرتے ہیں یا نوکری سے واپسی پر چھٹی کے دوران ایک دو یا زائد گائے یا بیل صدقہ کرتے ہیں' مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے "کشتی" مانی تھی جو کر رہا ہوں (وہ صدقہ) اس کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ گوشت کو تین حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ جس کے لئے کوئی پیمانہ یا اوزان نہیں ہوتا' اندازہ ہوتا ہے۔ ایک حصہ گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے باقی دو کو اکٹھا ملا کر چھوٹا کاٹ لیتے ہیں اور رشتہ داری میں ہر گھر میں فی کس آدھا کلو گرام کے حساب سے دیتے ہیں۔ زیادہ قرابت داروں کو بغیر حساب کے بھی دیا جاتا ہے۔ اس وقت جو غیر لوگ موجود ہوتے ہیں انہیں صرف آدھا کلو گرام کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ باقی گوشت گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے جبکہ گائے یا بیل کا چمڑا' سر اور اندرونی گوشت مثلاً دل' کلیجہ' گردے' پھیپھڑے اور تھوڑا بہت دوسرا اچھا گوشت پہلے ہی اپنے گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے ہمیں اختلاف ہے اگر وہ صدقہ ہے تو اس کو "کشتی" کا نام کیوں دیا جاتا ہے؟ پھر اگر صدقہ تصور کر کے دیا جاتا ہے تو کیا اس کا یہ طریقہ درست ہے؟ خدا اسے منظور کر لیتا ہے؟

ج..... "کشتی" کا مطلب تو میں سمجھا نہیں۔ اگر یہ نذر ہوتی ہے تو پورے کا صدقہ کرنا ضروری ہے خود کھانا یا امیروں کو دینا جائز نہیں۔ اور اگر ویسے ہی صدقہ ہوتا ہے تو جتنا گوشت فقرا کو تقسیم کر دیا وہ صدقہ ہے اور جو گھر میں رکھ لیا وہ صدقہ نہیں۔

منت کا گوشت صرف غریب کھا سکتے ہیں:

س..... میری ہمشیرہ نے یہ منت مانی تھی کہ اگر میرا کام ہو گیا تو میں اللہ کے نام پر بکرا ذبح کروں گی۔ لہذا اب ان کا کام ہو گیا ہے اور وہ اپنی منت پوری کرنا چاہتی ہیں اور اللہ کے نام کا بکرا کرنا چاہتی ہیں تو کیا اس بکرے کا گوشت عزیز و رشتہ دار اور گھر والے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ براہ کرم رہبری فرمائیں۔

ج..... منت کی چیز کو صرف غریب غربا کھا سکتے ہیں۔ عزیز و اقارب اور کھاتے پیتے لوگوں کو اس کا کھانا جائز نہیں ورنہ منت پوری نہیں ہو گی۔

س..... آپ نے جمعہ ایڈیشن میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ منت کا گوشت پورے کا پورا اللہ کی راہ میں تقسیم کرنا چاہئے۔ یہ خود کھانا یا رشتہ داروں کو کھلانا ناجائز ہے۔ کیا دوسری چیزوں کے متعلق بھی یہی حکم ہے؟ مثلاً اگر کوئی شخص بکرے کے علاوہ کسی چیز کی منت مانتا ہے تو کیا وہ بھی ساری کی ساری اللہ کی راہ میں تقسیم کرنی چاہئے؟

ج..... جی ہاں! نذر کی تمام چیزوں کا یہی حکم ہے کہ ان کو غریب غربا پر تقسیم کر دیا جائے۔ غنی (مالدار) لوگوں کا اس کو کھانا جائز نہیں اور نذر ماننے والا اور اس کے اہل و عیال بھی اس کو نہیں کھا سکتے۔

منت کی نفلوں کا پورا کرنا واجب ہے:

س..... میری والدہ سخت بیمار تھیں میں نے منت مانی تھی کہ اگر والدہ کا آپریشن ٹھیک ٹھاک ہو گیا تو سو نفل پڑھوں گا۔ مگر اس کے بعد میں نے صرف ۴۸ نفل پڑھے اور باقی نہیں پڑھے بتائیے اب کیا کروں؟

ج..... اگر آپ کی والدہ کا آپریشن ٹھیک ہو گیا تو سو نفل آپ کے ذمہ واجب ہو گئے' اپنی منت کو پورا کرنا واجب ہے۔ اس لئے باقی بھی پڑھ لیجئے۔

صدقہ اور خیرات کی تعریف:

س..... صدقہ اور خیرات ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے؟

ج..... اردو محاورے میں یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں صدقہ کا لفظ زکوٰۃ پر بھی بولا گیا ہے اور خیرات تمام نیک کاموں کو کہا جاتا ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
بانی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

جلد ۱۸ | ۹ تا ۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴ جون ۱۹۹۹ء | شمارہ ۴

بنیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مولانا محمد حیاتؒ
مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

قانونی مشیر

حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل ڈیزائن

ارشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ

فیصل عرفان

سرپرست:
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ:
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر:
مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

راجہ ظفر الحق صاحب کی یقین دہانی (حق بات) 4
صدیقی دور خلافت میں مرتدین کا قتل (مولانا منظور احمد الحسینی) 6
فکر اقبال' قادیانیت اور شیخ عبدالماجد کا گھناؤنا پروپیگنڈہ (جناب علی رضا) 11
خطبات و ارشادات مولانا محمد علی جالندھریؒ ..... (سید شاہد حسین) 13
کسب حلال .... (ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر) 16
میں مسلمان کیوں ہوا؟! .... (ڈاکٹر آر اول میلسا) 18
شہادت گھالا کوٹ! .... (منظور احمد شاہ آسی) 20
ائمہ کرام اور علما کی خدمت میں ایک عاجزانہ گزارش (مفتی عاصم ذکی) 22
شرعی حجاب کی افادیت و اہمیت .... (بنت سعید احمد) 23
رسول آخرین ﷺ کا انداز گفتگو .... (پروفیسر حمزہ خانم) 24
اخبار ختم نبوت 25

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، سہ ماہی ۷۵ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بنک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹/۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس
35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171-737-8199

ناشر عزیز الرحمن جالندھری — طابع سید شاہد حسن — مطبع القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راجہ ظفر الحق صاحب کی یقین دہانی!

گزشتہ ہفتہ ہم نے اخباری خبر کے مطابق اداریہ تحریر کیا تھا اخباری خبر کے مطابق راجہ ظفر الحق صاحب نے کہا کہ توہین رسالت قانون کے طریقہ کار میں تبدیلی کی جائے گی اور ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی کہ توہین رسالت قانون کا اطلاق اس خلاف ورزی پر ہوتا ہے یا نہیں اگر کمیٹی فیصلہ کر دے کہ توہین رسالت کا ارتکاب ہوا ہے تو اس صورت میں توہین رسالت کا مقدمہ درج کیا جائے گا ہم نے اس سلسلے میں تحریر کیا تھا کہ اس قانون کا مقصد توہین رسالت قانون کو غیر مئوثر بنانا ہے کیونکہ اول تو اس قسم کی کمیٹیوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی پھر ان کے اجلاس کب ہوں گے؟ پھر اس میں غیر مسلم افراد بھی ہوں گے کمیٹیوں میں اتفاق رائے ممکن نہیں اس لئے ایسی صورت میں توہین رسالت قانون غیر مئوثر ہو جائے گا ہم نے ان سطور میں یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اس وقت بھی توہین رسالت قانون عمومی طور پر غیر مئوثر سا ہے بہت ہی مشکل سے اس قانون کے تحت ایف آئی آر درج کی جاتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جب بھی قادیانیوں کے خلاف اس مقدمہ کے لئے درخواست دیتی ہے پولیس ۲۹۵-سی کے تحت مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیتی ہے کبھی ایس پی کے ذریعہ اور کبھی ہوم سیکریٹری کے ذریعہ اس قسم کا مقدمہ دباؤ کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں سندھ کی ایک فیکٹری میں قادیانیوں نے ختم نبوت کے رسالے پھاڑے اس طرح دیگر مذہبی رسالوں کو جمع کر کے جلانے کی کوشش کی مسلمان ورکروں نے رنگے ہاتھوں ان کو گرفتار کیا لیکن پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا صوبہ سندھ کے کنوینر مولانا احمد میاں حمادی صاحب نے ایک وفد کے ساتھ ہوم سیکریٹری سے ملاقات کی اس کے تحریر کرنے کے بعد ڈی سی نے بہت مشکل سے مقدمہ درج کرنے کی اجازت دی۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اگر راجہ ظفر الحق والی کمیٹی کی بات درست ہے تو پھر اس قانون کا کیا حشر ہو گا؟ آپ خود اندازہ کریں۔ ہم نے بذریعہ کارروائی نوٹ کے ساتھ پاکستان کے اخبارات میں احتجاجی بیانات بھی شائع کرائے جمعیت علما اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمن نے کراچی لاہور اور دیگر مقامات پر پریس کانفرنسوں کے ذریعہ اس احتجاج کو پورے پاکستان میں ریکارڈ کروایا دیگر مذہبی جماعتوں کو بھی متوجہ کیا گیا اس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے صرف احتجاج کا راستہ ہی اختیار نہیں کیا بلکہ براہ راست محترم جناب راجہ ظفر الحق صاحب اور صدر پاکستان کو خطوط ارسال کئے راجہ ظفر الحق چونکہ وکیل ختم نبوت رہ چکے ہیں اس لئے ان کے خط میں ہم نے لکھا کہ کم از کم آپ کی وزارت سے ہم کسی طور پر یہ توقع نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جناب راجہ ظفر الحق صاحب کو کہ انہوں نے فوری طور پر خط کے ذریعہ اس کی تردید کی اور وضاحت کی کہ انہوں نے کیا بیان جاری کیا تھا اور اخبارات نے اس کو کس طرح توہین رسالت کے ساتھ منسلک کر دیا انہوں نے واضح طور پر کہا کہ حکومت میں ہونے سے پہلے بھی اور اب حکومت کے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود ان کا موقف ہے کہ توہین رسالت قانون میں نہ تبدیلی کی گنجائش ہے اور نہ ہی اس کے طریقہ کار میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش ہے یہ قانون مسلمانوں کا بنیادی قانون ہے کسی سازش کے تحت یا کسی کی خوشنودی کے لئے مسلمان اس قانون میں کسی قسم کی تبدیلی کی اجازت نہیں دے سکتے ہم راجہ ظفر الحق صاحب کے اس بیان کی مکمل تائید کرتے ہیں اور ان کو وضاحت پر یقین کرتے ہوئے اپنا احتجاج واپس لیتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قادیانیت کے سلسلے میں راجہ ظفر الحق صاحب اس قسم کا تعاون جاری رکھیں گے اور حکومت میں ہوتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موقف کی تائید جاری رکھیں گے کیونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیر سیاسی تنظیم ہے جو عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گزشتہ سو سال سے خدمات انجام دے رہی ہے ہم جمعیت علما اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں کے بھی مشکور ہیں کہ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ اس موقع پر تعاون فرمایا۔ ہم اس موقع پر راجہ ظفر الحق صاحب کی خدمت میں یہی کہیں گے کہ جس طرح انہوں نے توہین رسالت قانون کے سلسلے میں فوری طور پر قدم اٹھایا اس طرح اگر وہ موجودہ حکومت کے دور میں پروفیسر عبدالسلام قادیانی کے لئے جو ٹکٹ جاری ہوا ہے اس کی منسوخی اور ضبط کے لئے بھی تعاون فرمائیں تو یہ ان کی ایک عظیم خدمت ہو گی اور ہر مسلمان ان کے لئے دعاگو ہو گا۔ اس طرح ان کے علم میں یہ بات بھی ہو گی کہ مجیب الرحمن قادیانیوں کا مستقل وکیل ہے اور قادیانیوں اور ان کی جماعت کے مقدمہ لڑنے میں اس کو خاص شہرت حاصل ہے۔ آئین میں قادیانیت کے خلاف دفعات کو اس نے ہائیکورٹ سپریم کورٹ میں چیلنج کیا آپ کے دور میں جو امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء میں جاری ہوا تھا اس کو ختم کرنے کے لئے اس نے کوئی عدالت نہیں چھوڑی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ہر عدالت نے اس کے خلاف فیصلہ دیا اور یہ ترامیم اور آرڈی

نیفس عدالتی طور پر محفوظ ہو گئے۔ اس وقت بھی قادیانیوں سے متعلق جو مقدمہ ہوتا ہے اس مسئلہ کو وہ فوری طور پر بلامعاوضہ لڑتا ہے لیکن آپ کے احتساب سیل کے سربراہ سیف الرحمٰن نے ان کو احتساب سیل میں حکومتی وکلا پینل میں بطور وکیل مقرر کیا ہے۔ گزشتہ دنوں اس نے کھلے عام نہ صرف قادیانیت کا اعتراف کیا بلکہ قادیانیت کی تبلیغ بھی بار روم میں کی۔ آصف زرداری صاحب سے اس کی اس مسئلہ پر منہ ماری بھی ہوئی اس کی وجہ سے اس کو غرور بھی ہو رہا ہے اس لئے اگر آپ احتساب سیل کے چیئرمین کے ذریعہ یا وزیراعظم نواز شریف کے ذریعہ اس قادیانی وکیل کو اس عہدے سے نکلوا دیں تو آپ کی یہ بہت عظیم خدمت ہو گی اس سے حکومت کی نیک نامی بھی ہو گی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ثبوت بھی ہو گا۔ ہمیں امید ہے کہ جناب راجہ ظفر الحق اس سلسلے میں خصوصی تعاون فرمائیں گے' راجہ ظفر الحق کا متن اس شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے تاکہ تاریخ کا ایک حصہ بن جائے اور آئندہ آنے والے مورخ اور نسلیں اس کو یاد رکھیں۔ ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مسلمانان پاکستان اور جاں نثاران ختم نبوت اور جانبازان امیر شریعت اور رضاکاران مولانا لاہوری اور رضاکاران خواجہ خان محمد صاحب اور محبان مولانا محمد یوسف لدھیانوی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور توہین رسالت قانون کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں۔ راجہ ظفر الحق صاحب کا مرسلہ خط ملاحظہ فرمائیں:

محترم مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا جس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں سب سے پہلے اس بات کی واضح الفاظ میں تردید کرنا چاہتا ہوں کہ توہین رسالت کے قانون اور طریقہ کار میں کوئی تبدیلی لائی جا رہی ہے۔ نہ تو یہ رو کریسی نے ایسا مشورہ دیا اور نہ کسی اور طرف سے اس بارے میں کوئی تجویز آئی لیکن پچھلے دنوں فیصل آباد سے مسلمان علماکرام اور مسیحی رہنماؤں کا ایک مشترکہ وفد مجھے ملا تھا انہوں نے عمومی طور پر یہ تجویز پیش کی کہ غیر مسلم اقلیتیں خواہ عیسائی ہوں یا ہندو' مقامی مسلمان آبادی کے ساتھ اگر ان کا کوئی تنازعہ ہو تو اسے مصالحت کے ذریعے طے کرانے کی کوشش کی جائے تاکہ یہ انفرادی مسائل بعد میں پاکستانی معاشرے کی بالعموم اور پاکستان سے باہر ممالک میں بدنامی کا باعث نہ بنے۔ میں نے اس تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے ملک بھر میں ضلع کی سطح پر مسلمان علماکرام اور وہاں کے غیر مسلم رہنماؤں کی کمیٹیاں بنانے کی تجویز سے اتفاق کیا جو اس ضلع کے تمام مسلمانوں اور غیر مسلموں کی درمیان مقامی تنازعات کو پر امن طریقے سے حل کرانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک توہین رسالت کے موجودہ قانون اور اس کے طریقہ کار کا تعلق ہے میں وزارت سے پہلے اور وزارت کے دوران متعدد بیان دے چکا ہوں کہ اس قانون کی موجودگی نہ صرف مسلمانوں کے دینی جذبات کی عکاسی کرتا ہے بلکہ ایک انتہائی شر انگیز فتنے کو روکنے کے لئے ضروری ہے جس کا اظہار میں نے ملک کے اندر اور ملک کے باہر مسیحی رہنماؤں کے سامنے عالمی مذاہب کے مشترکہ اجلاسوں میں کیا۔ اس قانون کی موجودگی سے ملزموں کو عدالت کے ذریعے جو قانونی تحفظ حاصل ہے وہ اس قانون کی عدم موجودگی کی وجہ سے اس سے محروم رہیں گے اور انہیں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ مجھے امید ہے کہ نہ صرف آپ کی ذاتی تشفی ہو گی بلکہ جہاں کہیں اور بھی غلط فہمی پیدا ہو گی اسے بھی رفع فرمائیں گے۔

والسلام خیر اندیش

(راجہ محمد ظفر الحق)

مولانا فضل الرحمٰن کی دفتر ختم نبوت میں آمد

جمعیت علما اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن یکم جون کو دفتر ختم نبوت کراچی تشریف لائے اور مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے خصوصی ملاقات کی اس موقع پر انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ جمعیت علما اسلام عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے حکم پر صف اول کے سپاہی کی حیثیت سے ذمہ داری ادا کرتی رہے گی اور جمعیت علما اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ اس کے اکابرین حضرت مولانا لاہوری' حضرت مفتی محمد حسن' حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی' مفکر اسلام مولانا مفتی محمود' حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک' حضرت گل بادشاہ' حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف' حضرت مولانا شاہ محمد امروٹی' حضرت مولانا عبیداللہ انور' حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہم اللہ اور دیگر اکابرین الشیخ سید عطاءاللہ شاہ بخاری' حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی' حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہم اللہ اور دیگر اکابرین کے شانہ بشانہ کام کرتے چلے آئیں ہیں۔ آج امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد اور حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے حکم پر ہم ہر وقت' ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس موقع پر راجہ ظفر الحق صاحب کے بیان پر تبادلہ خیال ہوا اور طے پایا کہ اگر یہ بات حقیقت پر مبنی ہوئی تو اس کی روک تھام کے لئے اس طور پر موثر کارروائی کی جائے گی۔

صدیقی دورِ خلافت میں مرتدین کا قتل

رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عہد صدیقی میں جہاں مرتدین نے بغاوت کی وہاں جھوٹے مدعیان نبوت طلیحہ، سجاح اور مسیلمہ وغیرہ کے فتنوں نے زور پکڑ لیا' صحابہ کرامؓ نے حکمت عملی سے کام لے کر دینی غیرت و حمیت کے جذبے سے ان کے ساتھ جنگ کی اور جھوٹے مدعیان نبوت کے تعفن سے زمین کو پاک کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مرتدین کی سزا صرف اور صرف قتل ہے............(مدیر)

مولانا منظور احمد الحسینی

عہد صدیقی' عہد رسالت ﷺ

کے بعد عہد اسلامی کا اہم ترین دور ہے۔ عہد رسالت ﷺ کائنات کے لئے ایک مبارک ترین دور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ ﷺ کے جانشینوں کے دور کو خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس دور کی ابتدا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت سے ہوئی جو بڑا ہی ہنگامہ خیز دور تھا۔ مختلف فتنوں کی وبا نے تقریباً سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا' کہیں منکرین زکوٰۃ کا فتنہ انتشار پیدا کر رہا تھا تو کہیں قبائلی سرداروں کی بغاوت تھی۔ اسی زمانے میں جھوٹے مدعیان نبوت نے اپنا دعویٰ نبوت بڑے کروفر سے پیش کیا اور الہامات کی بھرمار کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس خطرناک ارتدادی فتنے نے پورے عرب کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو میرے باپ پر ایسے مسائل ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے سے بڑے مضبوط پہاڑوں پر بھی نازل ہوتے تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتے۔ ایک طرف مدینہ میں نفاق گھسا ہوا تھا اور دوسری جانب بہت سے عرب مرتد ہو گئے تھے۔"

(فتوح البلدان ص ۱۱۴ مطبوعہ قاہرہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف دو سال کی قلیل مدت میں کمال بصیرت و دانائی سے کام لیتے ہوئے سب فتنوں پر قابو پا لیا اور پورے ملک میں امن و امان بحال کر کے فتوحات کا آغاز کر دیا۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی خبر پورے ملک میں پھیلی تو قریش کے علاوہ جدید الاسلام قبیلوں میں اضطراب پیدا ہوا۔ یمن میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا' مسلمان عامل بنا دیے گئے اور مرتدین نے دخل کر لیا۔ اسود عنسی (مدعی نبوت) کا خاتمہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کے حکم سے جہنم رسید ہو چکا تھا مگر اس کی فوج پھر جمع ہو کر ایک لشکر عظیم بن گئی۔ لہذا ضروری تھا کہ اب سب کا قلع قمع کیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اس معاملہ پر سوچ ہی رہے تھے کہ مرتدین نے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مع لشکر مقابلہ کے لئے نکلے' رات کے پچھلے پہر مرتدین سے مڈبھیڑ ہوئی اور مسلمانوں نے مرتدین کو تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ آفتاب کی کرن نے ابھی مطلع افق کو اپنے جلوہ سے منور نہیں کیا تھا کہ مرتدین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی۔ (بحوالہ تاریخ طبری ص ۶۲ جلد دوم)

ان دنوں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ کی حفاظت کا پورا اہتمام کیا ہوا تھا۔ شہر کے ناکوں پر مسلح اکابر صحابہؓ کو مقرر کیا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی حفاظت فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت اسامہ کا لشکر مدینہ واپس آگیا' انکو حفاظت مدینہ پر مامور کر کے کہا اب تم آرام کر لو ہم دشمن کے مقابلے پر جاتے ہیں۔ بقیہ فوج

فراہم ہوئی اور اس کے امیر خود خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو ہمراہ لے کر ذواذوالعقہ ہوتے ہوئے رندہ کے ابرق نامی مقام پر پہنچے۔ وہاں مرتدین سے مقابلہ ہوا۔ اہل ایمان فتح یاب ہوئے، لشکر اسامہ آرام لے چکا تھا، اب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تہیہ فرمایا کہ مرتدین کا پوری طرح قلع قمع کر دیا جائے۔ اس طرح آپ نے تمام مرتد قبائل کے مقابلے کا انتظام فرمایا۔ گیارہ لشکر مامور کئے گئے کہ مختلف حصوں میں جاکر دشمنان اسلام مرتدین کا مقابلہ کریں، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسیلمہ کے مقابلہ پر مامور ہوئے۔ حضرت مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسود عنسی کی مہم اور طلیحہ کے مقابل وغیرہ۔

خاص ہدایت کے علاوہ عام احکام تھے جو کل امرا کے واسطے دستور العمل تھے۔ ہر فوج کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے فرمان خلافت تھا۔ جس میں مرتدین سے خطاب کیا گیا تھا اور ان کو مخالفت سے باز آنے اور اسلام کی جانب رجوع کرنے کی ہدایت و ترغیب تھی، اس میں یہ بھی درج تھا کہ :

"میں (حضرت ابوبکرؓ) فلاں شخص کو مہاجرین اور اولین تابعین کی جمعیت کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ تاوقتیکہ وہ اللہ کا پیام تم تک نہ پہنچادیں نہ کسی سے جنگ کریں اور نہ کسی کو قتل کریں۔ لہٰذا جو اس دعوت کو قبول کر کے اس کا اقرار کر لے اپنے موجودہ طرز عمل سے باز آجائے اور عمل صالح کرنے لگے۔ اس کے اقرار اور عمل کو قبول کر کے اس پر بقا اور قیام کے لئے اس شخص کی اعانت کی جائے اور جو اس پیام (اسلام) کو رد کردے اس کے متعلق میں نے حکم دیا ہے کہ محض اس انکار کی وجہ سے اس سے جنگ کی جائے اور پھر جس پر قابو چلے اس کے ساتھ ذرا بھی رحم نہ کیا جائے۔ ان کو جلایا جائے اور بری طرح قتل کر دیا جائے، ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنالیا جائے، اسلام کے سوا کسی بات کو ان سے قبول نہ کیا جائے جو اسلام کی اتباع کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے جو اس کے لئے انکار کرے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا۔"

(تاریخ طبری ص ۶۸ جلد دوم)

علاوہ فرمان بالا کے ایک اور مراسلہ پر لشکر کے ساتھ تھا جس میں سردار لشکر کے واسطے احکام تھے اس میں یہ بھی درج تھا :

"جو اعلانیہ طور پر اللہ کی دعوت کو رد کردے جہاں اور جس طرح ہو سکے ذلت سے قتل کر دیا جائے اور اسلام لانے کے سوا کوئی دوسری شرط اس کی قبول نہ کی جائے، جو اسلام کا اقرار کرے، اسے مسلمان سمجھا جائے اور اسی طرح سلوک کیا جائے اور جو اسلام لانے سے انکار کرے اس سے جنگ کی جائے اگر اللہ فتح دے تو مرتدین کو تلوار اور آگ سے بری طرح ہلاک کر دیا جائے۔"

(تاریخ طبری ص ۶۹ جلد دوم)

اسی طرح آپ غمران کے عامل جوہرین کو حکمنامہ بھیجا جس میں یہ درج تھا: "مرتدین سے جہاد کرو..... ان کا بالکل صفایا کر دینا نیز ان کے شرکاء کا بھی خاتمہ کرنا۔"

(تاریخ طبری ص ۱۴۵ جلد دوم)

مسلمانوں کے تمام لشکر اپنی اپنی سمت کی طرف روانہ ہوئے اور مرتدین سے معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولید کی طلیحہ (مدعی نبوت) لشکر (مرتدین) کے ساتھ خونریز جنگ ہوئی۔ آخر کار طلیحہ کو شکست ہوئی، وہ جان بچا کر شام بھاگ گیا، اس کی جماعت پراگندہ ہوئی، بہت سے مارے گئے۔

اگرچہ مرتدین کے تمام معرکے نہایت سخت تھے، مگر مسیلمہ کذاب کا معرکہ شدت و قوت میں سب سے بڑھ کر تھا۔

مسیلمہ کذاب (معرکہ رزم) :

مسیلمہ کا قبیلہ بنو حنیفہ تھا اور وطن یمامہ واقع ملک نجد، اس کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھ کو رسول اللہ نے شریک رسالت کر لیا ہے۔ اس دعویٰ کی تائید کے لئے نہار نامی ایک شخص اس کے ہاتھ آگیا۔ نہار نے مدینہ میں شرف حضوری سے مشرف ہو کر قرآن و مسائل دین کی تعلیم حاصل کی تھی۔ جب مسائل ضروری حاصل کر چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور فرمایا کہ یمن جاکر تائید اسلام اور مسیلمہ کی تردید کی خدمت انجام دے۔ بدبخت یمن پہنچ کر مسیلمہ سے مل گیا اور بالاعلان شہادت دی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے میں نے خود سنا ہے کہ مسیلمہ شریک نبوت ہے۔ اس سے ہزاروں آدمی گمراہ ہو گئے۔ اذاںؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی رسالت کا اعلان کیا جاتا تھا۔ جب مسیلمہ تکبیر کے وقت شریک نماز ہوتا تو مؤذن سے کہتا اشھد ان محمد رسول اللہ خوب زور سے کہو۔ مسجع مہمل عبارتیں لوگوں کو سناتا اور کہتا یہ وحی ہے۔ شراب و زنا کی حلت کا اعلان کردیا تھا۔ ایسے اسباب سے مسیلمہ کا زور روز بروز ترقی کرتا رہا' جب مدعیہ نبوت سے مسیلمہ نے نکاح کرلیا تو ان کے لشکر سے مسیلمہ کو مزید شوکت حاصل ہوئی۔ بارگاہ خلافت سے دو لشکر مسیلمہ کے مقابلہ پر نامزد ہوئے تھے ایک حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر امارت دوسرا حضرت شرجیل بن حسنہ کی ماتحتی میں ان دونوں لشکروں نے یکے بعد دیگرے شکست کھائی جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان شکستوں کی اطلاع پہنچی تو دونوں شکست خوردہ امیروں کو دوسری مہموں پر مقرر کیا اور مسیلمہ کے مقابلہ کا جو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (مہم طلیحہ سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہوچکے تھے) حکم دیا' ان کی کمک کے واسطے تازہ دم جمعیت روانہ کی۔ اس جمعیت میں انصار کے سردار حضرت ثابت بن قیس اور مہاجرین کے امیر حضرت زید بن خطاب (فاروق اعظم کے بھائی) تھے۔ جب حضرت خالد یمامہ پہنچے تو مسیلمہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تک ترقی کرچکی تھی۔ مسیلمہ نے حضرت خالد کی آمد کی خبر سنی تو آگے بڑھ کر عقرباء نامی مقام پر پڑاؤ کیا۔ اسی میدان میں حق و باطل کا مقابلہ ہوا' جب دونوں جانب صفوف جنگ آراستہ ہولیں تو سب سے اول نہار میدان میں آکر مبارزہ طلب ہوا۔ حضرت زید بن خطاب اس کے مقابلہ پر گئے' بعد مقابلہ نہار مارا گیا' اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوئی۔ (مؤرخ طبری نے اس لڑائی کی بابت لکھا ہے:

﴿لم یلق المسلمون حربا مثلها قط﴾

"مسلمانوں کو اس سے زیادہ سخت معرکہ کبھی پیش نہیں آیا"

اس زور کا معرکہ کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور جمعیت پریشان ہوگئی۔ مسیلمہ کے لشکر نے تعاقب کیا اور دباتا ہوا خود حضرت خالد کے خیمے تک پہنچ گیا۔ حضرت خالد کو بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ ام تمیم حضرت خالد کی بی بی خیمہ کے اندر تھیں کفار نے ان کو قتل کرنا چاہا مجاعہ (مجاعہ کفار کا سردار حضرت خالد کی قید میں تھا۔) اس کی آسائش کی نگرانی ام تمیم کے سپرد تھی' حسن سلوک کا اثر تھا جو مجاعہ نے روکا اور کہا:

﴿نعمت الحرة هذه﴾

"یہ بہت اچھی آزاد بی بی ہیں۔"

عورتوں کو کیا مارتے ہو' مردوں کا مقابلہ کرو' یہ سن کر مسیلمہ کے سپاہی خیمہ کی طنابیں کاٹ کر ہٹ گئے۔ اس نازک اور حوصلہ فرسا موقع پر مسلمان امرأ لشکر نے اپنی شکست خوردہ فوج کی جمعیت قائم کرنے کی کوشش جس قوت ایمانی کے ساتھ کی وہ قیامت تک صفحات تاریخ پر یادگار رہے گی۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے جانیں مردانہ وار اسلام پر قربان کرکے فوج کو غیرت دلائی اور آخر کار کامیاب ہوئے۔ حضرت قیس بن ثابت نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا:

"بئسما عودتم انفسکم یا معشرالمسلمین اللهم انی ابرأ الیک مما یعبد هئولاء (یعنی اهل الیمامة) وابرأ الیک مما یصنع هئولاء (یعنی مسلمین) هکذ عنی حتی اربکم الجلاء"

"اے گروہ اہل اسلام تم نے اپنی نفوس کو بری عادت سکھائی۔ اے اللہ میں تیرے سامنے ان کے (یعنی اہل یمامہ کے) معبود سے اور ان کی (یعنی مسلمانوں کی) اس حرکت سے جو اس وقت کررہے ہیں اظہار نفرت کرتا ہوں' مسلمانو! دیکھو حملہ یوں کیا کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر حملہ کیا' ایک دشمن کی ضرب سے ان کا پاؤں کٹ گیا' وہی کٹا ہوا پاؤں لے کر اس زور سے مارا کہ اپنے حریف کا کام تمام کردیا۔ خود بھی شہید ہوگئے۔ مسلمان ہٹتے ہٹتے جب اپنے خیموں سے بھی پیچھے ہٹ گئے تو حضرت زید بن خطاب نے یہ کہہ کر ان کو روکا:

"خیموں سے ہٹ کر کہاں جاؤ گے' واآج میں اس وقت تک کلام نہیں کروں گا کہ یا دشمن کو شکست دوں اور یا خدا کے سامنے پہنچ کر اپنی معذرت پیش کروں' اے لوگو! مصائب برداشت کرو' ڈھالیں تھام لو اور دشمن پر جاپڑو اور قدم بڑھاؤ اور اگروہ اہل اسلام! تم خدا کی جمعیت ہو' تمہارے دشمن شیطانی لشکر' غلبہ خدا اس کے رسول اور اس کے انصار کے واسطے ہے' میری مثال کی پیروی کرو جو میں کرتا ہوں وہی تم

بھی کرو۔"

یہ کہہ کر شمشیر بکف کفار پر حملہ کیا اور شہادت سے سرخرو ہوئے۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے للکار کر کہا: ﴿یا اهل القرآن زینوا القرآن بالفعال﴾ "اے قرآن والو! قرآن کی زینت عمل سے بڑھاؤ" یہ کہہ کر دشمن پر حملہ کیا اور شہید ہوئے۔ حضرت زید بن خطاب کے بعد حضرت براء بن مالک (حضرت انس خادم رسول اللہ کے بھائی) آگے بڑھے۔ ان کی عادت عجیب تھی جب میدان جنگ کا عزم کرتے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا' آدمی ان کو دبا لیتے جب یہ حالت گزر لیتی تو میدان جنگ میں آخر شیر کی طرح پھرتے' اس روز بھی یہی ہوا' مسلمانوں کی شکست دیکھ کر ان کو جوش آیا اور لرزہ سے فارغ ہو کر میدان میں پہنچ کر للکارا:

"اے اہل اسلام کہاں جا رہے ہو' میں براء بن مالک ہوں میری طرف آؤ۔"

ان ترغیبوں اور شہادتوں کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے میدان کی طرف پلٹ کر تازہ جوش کے ساتھ پھر حملہ کیا۔ اس حملہ سے دشمن کے قدم ڈگمگا گئے اور اس مقام تک ہٹ گیا' جہاں مسیلمہ کا مشہور سردار محکم بن الطفیل اپنی قوم کو لئے کھڑا تھا۔ اس نے للکار کر اپنے لشکر کو غیرت دلائی اور مسلمانوں پر حملہ کیا۔ عین اسی حالت میں

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی کمان سے تیر قضا چھوٹا جس نے محکم کی گردن میں لگ کر کام تمام کر دیا۔ اس سے مسلمانوں کی ہمت اور زیادہ بڑھی اور زور سے حملہ کیا اور اعداء کو حدیقہ تک ہٹا لے گئے۔ یہ مقام چار دیواری سے محصور تھا اور اس کے وسط میں مسیلمہ قلب لشکر میں قدم جمائے کھڑا تھا۔ دشمنوں نے حدیقہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت براء بن مالک نے کہا کہ مجھ کو اٹھا کر اندر پھینک دو مگر کسی نے اس کی جرأت نہ کی۔ آخر انہوں نے قسم دلائی' مجبور ہو کر لوگوں نے ان کو اٹھا کر دیوار پر پہنچا دیا۔ وہ نیچے کودے اور جانبازی کر کے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھل جانے پر مسلمانوں نے زوردار حملہ کیا مگر مسیلمہ نے جگہ سے بڑھنے کی ہمت نہ کی یہ دیکھ کر حضرت خالدؓ نے اپنے لشکر کو دوسری ترتیب سے قائم کیا اور حکم دیا کہ ہر قبیلہ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے نشان کے نیچے لڑے تاکہ ہم دیکھیں کہ ہماری کمزوری کس گروہ کی وجہ سے ہے۔ اس حکم پر ہر قبیلہ سمٹ کر اپنے نشان کے نیچے آ گیا اور نہایت بے جگری کے ساتھ دوبارہ حملے شروع ہوئے' اب لڑائی اس قدر شدید ہوئی کہ پہلے معرکے کے گرد ہو گئے۔ سب سے زیادہ نقصان گروہ مہاجرین و انصار کو پہنچا' ان حملوں پر بھی مسیلمہ ثابت قدم رہا' وہ وسط لشکر میں مرکز کارزار بنا ہوا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حالت کو جانچا اور فیصلہ کیا کہ جب تک مسیلمہ کا خاتمہ نہ ہو گا لڑائی ختم نہ ہو گی۔ یہ خیال کر کے خود صف سے نکلے اور حریف مقابل طلب کیا' اس شمشیر برہنہ کے سامنے جو آیا اڑ گیا۔ آخر صفوں کو چیرتے اور مقابلہ کرنے والوں کو کاٹتے ہوئے مسیلمہ تک جا پہنچے اور اس سے گفتگو کر کے حملہ کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے حملہ سے مسیلمہ کے قدم ڈگمگائے اور اس کے لشکر میں فی الجملہ تزلزل پیدا ہوا' یہ دیکھ کر سپہ سالار اسلام نے للکار کر کہا مسلمانو! ثابت قدم رہو ایک مردانہ ہلہ بولو اور دشمن کو مارو' اس للکار پر جو حملہ حق پرستوں نے کیا تھا وہ اتنا زبردست تھا کہ مسیلمہ کا لشکر تاب نہ لا سکا۔ قدم اکھڑ گئے اور میدان سے بھاگنے لگا' جب اہل ارتداد کو ہزیمت ہوئی تو لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کہ آخر آسمانی مدد کے وعدوں کا کیا حشر ہوا' اس نے جواب دیا کہ اپنا ننگ و ناموس بچانا ہے تو بچالو۔

اسی حالت میں حضرت وحشیؓ (قاتل حضرت حمزہؓ) نے اپنا حربہ پھینک کر مسیلمہ کے مارا' جس کے صدمہ سے وہ گرا تو ایک انصاری نوجوان نے سر کاٹ لیا' دشمن کی فوج میں شور پڑ گیا کہ مسیلمہ کو ایک حبشی نے مار ڈالا یہ سن کر اہل باطل کے رہے سہے حواس بھی جاتے رہے اور بے تحاشہ بھاگے۔ لشکر اسلام مظفر و منصور ہوا۔ مؤرخ طبری نے لکھا ہے کہ حدیقہ کے قرب و جوار میں دس ہزار مرتد مارے گئے' اس لئے اس کا نام "حدیقۃ الموت" مشہور ہے' مسیلمہ کے قتل کی خبر سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس مقام پر آئے جہاں وہ مارا گیا تھا اور لاش تلاش کی۔ مجاعہ پا جولاں ساتھ تھا۔ اس نے پہچان کر بتائی۔ اس معرکہ میں مدینہ کے مہاجرین و انصار تین سو اور بیرون مدینہ کے تین سو آدمی شہید ہوئے' باقی مسلمان ان کے علاوہ شہداء کی کل تعداد بارہ سو تھی جن میں ۲۰۰ قراء حفاظ تھے۔ فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے مدینہ کو مژدہ فتح بھیجا۔

بیگل کے بقول ۲۸ ہزار مرتدین اس معرکے میں قتل کیے گئے۔

بنو حنیفہ کے ساتھ جب جنگ زوروں پر تھی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سلمہؓ بن سلامہ کے ہاتھ ایک خط حضرت خالد بن ولید کو بھیجا جس میں ان کو حکم دیا تھا کہ :

"اگر اللہ عزوجل ان (مسلمانوں) کو فتح دے تو وہ بنو حنیفہ کے ان تمام مردوں کو جن کی داڑھی نکل آئے بے قتل کر دیں۔"

(تاریخ طبری ص ۱۱۹ ج ۲)

حضرت خالد بن ولید کے علاوہ حضرت علاء بن حضرمی مرتدین کے قلع قمع کے لئے بحرین گئے ہوئے تھے' علاقے میں پہنچے جو بحر سے ملا ہوا تھا۔ اس علاقے کے تمام مرتدین حطم کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ اسی طرح تمام مسلمان حضرت علاء بن حضرمی کے زیر علم جمع ہوئے دونوں حریفوں نے اپنے اپنے آگے خندق کھودی' دونوں روزانہ اپنی اپنی خندق سے برآمد ہو کر ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور پھر اپنی خندق میں واپس ہو جاتے تھے ایک مہینے تک جنگ کی یہی کیفیت رہی' مرتدین کی جماعت نشے میں مخمور تھی' مسلمانوں نے موقع غنیمت سمجھ کر حملہ کر دیا اور خود ان کے پڑاؤ میں گھس کر ان کو بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کیا' وہ بے تحاشہ اپنی خندق کی طرف بھاگے' بہت سے اس میں گر کر ہلاک ہو گئے جو بچے وہ گرفتار کر لئے گئے یا قتل کر دیئے گئے' مسلمانوں نے مرتدین کی پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ اس چیز کو لے جا سکا جو اس کے جسم پر تھی۔

(بحوالہ تاریخ طبری ص ۱۲۹ ج ۲)

یہاں سے مرتدین کی بقیہ شکست خوردہ جماعت کشتیوں میں بیٹھ کر دارین کے علاقے میں چلی گئی' علاء بن حضرمی کا لشکر وہاں پہنچا۔ اب وہاں مسلمانوں اور مرتدین کا مقابلہ ہوا نہایت ہی خونریز معرکہ ہوا' جس میں وہ (مرتدین) سب مارے گئے اور کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ مسلمانوں نے ان کے اہل و عیال کو لونڈی و غلام بنالیا اور ان کی املاک پر قبضہ کر لیا۔

(تاریخ طبری ص ۱۳۲ ج ۲' والنہایہ ص ۳۲۹ ج ۶)

گزشتہ اوراق میں بتلایا جا چکا ہے کہ مرتدین کے ساتھ معافی والا معاملہ قطعاً نہیں کیا گیا بلکہ سب کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ یہی علماً کا اجماعی مسئلہ ہے۔

اسود عنسی' مسیلمہ کذاب دیگر کاذب مدعیان نبوت کے علاوہ ایک لقیط بن مالک ازدی نے عمان میں نبوت کا دعویٰ کر کے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا اور کافی لوگوں کو اپنا ہم نوا بنالیا۔ مسلمانوں کو اس بات کا علم ہوا تو اس کے مقابلے میں فوج بھیجی گئی' مقام دبا پر دونوں حریفوں کا اجتماع ہوا۔ جنگ شروع ہوئی جو نہایت خونریز اور شدید تھی' آخرکار کافر شکست کھا کر میدان سے بھاگے مسلمانوں نے دس ہزار مرتدوں کو معرکے ہی میں قتل کر دیا' پھر ان کا تعاقب کر کے خوب بے دریغ قتل کیا۔ (تاریخ طبری ص ۳۸ / ج ۲)

اسلامی لشکر عمان کے مرتدین سے فراغت کے بعد نجد کے مرتدین کی طرف متوجہ ہوئے۔ نجد میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا دبا سے زیادہ شدید اور خونریز جنگ ہوئی' مگر اللہ نے مرتدین کو شکست دی' ان کا سردار مارا گیا' وہ بھاگے' مسلمانوں نے ان کو بے دریغ جس طرح چاہا موت کے گھاٹ اتارا۔

(تاریخ طبری ص ۱۴۰ ج ۲ والنہایہ ص ۳۲۰ ج ۶)

نجران کے گورنر حضرت جریر بن عبداللہ تھے وہاں مرتدین کی تعداد قلیل تھی' وہی مقابلے میں آئے اور مارے گئے' مورخ طبری لکھتے ہیں :

"کسی نے ان (جریر بن عبداللہ) کا مقابلہ نہیں کیا' اس (مرتد) جماعت نے کیا مگر وہ بری طرح قتل کئے گئے۔" (طبری ص ۱۴۶ ج ۲)

حضرموت اور اس کے قریبی علاقوں کے مرتدین کا قلع قمع کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مہاجرین امیہ کو بھیجا۔ کندہ کے مرتدین کے ساتھ بڑے زور کی لڑائی ہوئی' مقتولین کی لاشوں سے (قلعے کے چار راستوں میں سے) تین راستے پٹ گئے کندہ کو اس طرح شکست ہوئی کہ ان کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ (طبری ص ۱۹۲ / ج ۲)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ اسلام میں مرتدین کا وجود ناقابل برداشت ہے۔

☆☆..........☆☆

فکر اقبالؒ

قادیانیت اور شیخ عبدالماجد کا گھٹیا پروپیگنڈہ

جناب علی رضا

نظریہ اگر درست ہو تو عموماً اس کی وضاحت اور تشریح کی ضرورت پڑتی ہے' لیکن اگر نظریے کے اندر خرابی ہو اس کی بنیاد ہی مشکوک ہو تو عام طور پر ایسے نظریات کی تشریح کی بجائے تاویل کی جاتی ہے۔ مرزائیوں کا مذہب بھی کچھ اسی طرح کی نظریاتی کھچڑی ہے' جس میں ہاں ناں اور ناں میں ہاں کا ایک طویل و دلچسپ مکالمہ چلتا ہے اور بے چارے تنخواہ خور مرزائی مرزائیت کی تشریح کی بجائے عموماً تاویل کرتے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک صاحب جناب شیخ عبدالماجد ہیں۔ موصوف مرزائیت کے حوالے سے ایک مشہور مصنف ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے بارے میں ان کی کتاب فکر اقبال اور تحریک احمدیہ ان کے بقول ایسی دنداں شکن تصنیف ہے' جس کا جواب گزشتہ پانچ سال سے نہیں دیا جاسکا۔ مرزائی حضرات کے مقبول طریقہ واردات کے مطابق انہوں نے بھی اقبال مرحوم کی بہت سی خرابیاں گنوائی ہیں تاکہ بحث صرف اقبالؒ کے کردار تک ہوتی رہے لیکن ان خرابیوں کا جواز انہوں نے نہایت عجیب اخذ کیا۔ شیخ عبدالماجد صاحب کی اس کتاب کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ کیونکہ اقبال ابتدائی دور میں مرزائیت کی طرف راغب رہے' اس لئے نتیجہ یہ نکلا (جو کہ حیران کن ہے) کہ مرزائیت اچھی ہے۔

عبدالماجد صاحب زندگی کی اس اسٹیج پر پہنچ چکے ہیں جہاں انسان عموماً سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو خیرباد کہہ دینے کی منزل پر آجاتا ہے اور مرزائیت میں تو خاص طور پر ساٹھ سال ہے اور ایسے امراض کو مرزائیت کی علامت کے طور پر اپنا کر اس دنیا سے عدم آباد کوچ کر چکے ہیں' خاص طور پر مرزا غلام احمد جو لاہور میں وبائی ہیضے کے ہاتھوں بڑی تکلیف دہ حالت میں آنجہانی ہوا' حکیم نورالدین کی موت بھی جائے عبرت ہے' مرزا بشیر الدین کی موت سب سے وحشت ناک باب ہیں۔ اور خود قادیانی حضرات کے بقول انہوں نے مرزا بشیر کو فالج کی حالت میں بکری کی طرح چارپائی پر سر مارتے دیکھا۔ یہی حال دوسرے مرزائی لیڈروں کا ہوا جو آج کوئی راز کی بات نہیں رہ گیا۔ حال ہی میں ڈاکٹر عبدالسلام ایسی بیماری سے آنجہانی ہوئے جہاں' حرام مغز اور جسم کا رشتہ آپس میں ختم ہو جاتا ہے' انسان زندہ تو رہتا ہے لیکن نہ سوچ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے اور نہ حرکت کر سکتا ہے' مقام عبرت ہے۔ جناب عبدالماجد صاحب! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے بقول علامہ اقبال نے مرزائیت کو ابتداء میں اچھا کہا تو سچا نظریہ ہے تو پھر آپ اپنے نبی کے ان ارشادات پر بھی غور کر لیں مرزائی جن کے مطابق جھوٹا لیکن خوفناک بیماری سے مرتا ہے تو کیا آپ کے سارے بڑوں کی عبرت انگیز اموات سے ثابت نہیں کہ مرزائی جھوٹ کا طومار ہے۔ یہاں میں آپ کی کتاب کے چند اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں سب سے پہلے آپ نے علامہ اقبالؒ کا وہ کلام پیش کیا جس میں علامہ مرحوم نے ملکہ وکٹوریہ کی (بقول آپ کے) تعریف کی ہے۔ اگر آپ اقبال مرحوم کو خوشامدی ثابت کرنا چاہتے ہیں تو پھر برصغیر بلکہ دنیا کے سب سے بڑے خوشامدی مرزا غلام احمد تھے جنہوں نے برطانوی حکومت کی تعریف میں جو کتابیں لکھیں ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں' یہ لفظ خود مرزا صاحب کے ہی ہیں' یقیناً مجھ سے زیادہ آپ انہیں جانتے ہوں گے۔ پھر آپ نے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کو جواب لکھنے کی دعوت دی ہے تو یقیناً ڈاکٹر صاحب کے پاس اتنا وقت نہیں کہ آپ کی اس ردی سی کتاب کا جواب لکھنے میں وقت ضائع کریں۔

اس کے بعد آپ نے محترم عشرت صاحب کی معیاری تحقیقیں اور صوفیانہ انداز پر روشنی ڈالی ہے تو اس کا جواب اپنے خود ساختہ نبی کی تحریروں سے ہی دیکھ لیں جہاں مرزا ملعون ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا تو دوسری طرف ایک دینی عالم کے لئے اپنی کتاب میں ایک ہزار بار لعنت لعنت کی گردان فرمائی۔ اس کے علاوہ زانی کا بیٹا' ولد الحرام' کتیا کا بچہ' خنزیر کی اولاد

جیسے الفاظ عشرت آپ کو اس شخص کی تحریر میں ملیں گے جو آپ کے بقول (نعوذباللہ) تمام نبیوں کی خوبیوں کا حامل ہے اور مرزا کے بقول اس پر اترنے والے نشان ہزاروں لوگوں پر تقسیم ہوں تو ان سب کی نبوت تسلیم ہو جائے۔ رہی بات عشرت صاحب کے اعتراضات کی تو آپ نے ان کا جواب نہیں دیا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرتے ہوئے الزامی جواب میں اعتراض کا جواب دینے کی بجائے الٹا اقبالؒ پر الزامات لگانے شروع کر رہے ہیں۔ یہاں ایک اور اہم پہلو بھی آپ کی نظروں میں رہے کہ جس طرح قادیانیوں نے الفضل میں اعلان کیا تھا کہ مرزا صاحب کے نظریات جو ۱۹۰۱ء سے پہلے ختم نبوت کے بارے میں ان سے حجت لینا جائز نہیں' اگرچہ یہی بات آپ کے نبی کی کذب بیانی پر شاہد ہے' مگر میں اس پہلو کی طرف اشارہ دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح ایک خاص دور میں مرزا ملعون ختم نبوت کے عقیدے پر قائم رہے بعد میں انگریزوں کی پالیسی اور سازش کے مطابق نیا نظریہ بنالیا اسی طرح علامہ اقبالؒ ایک دور میں آپ کے بڑوں کے طرز عمل سے متاثر رہے لیکن ان کی اصلیت دیکھ کر قادیانیوں کے دجل و فریب کی قلعی کھول دی تو بتائیے کہ اقبال مرحوم کے پرانے فرمودات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

جناب عبدالماجد صاحب! ایک اور بات جو مجھے مسلسل عجیب سی لگتی ہے کہ کتاب کا موضوع تو اقبال مرحوم اور احمدیہ تحریک کا تعلق ہے لیکن اس میں ان اشتہارات' مرزائی تصاویر ان تحریروں کا کیا جواز ہے جن کا کتاب کے اس موضوع سے دور دور تک تعلق نظر نہیں آتا ان تصاویر کی موجودگی اور ان کے نیچے دی گئی عبارات پروپیگنڈے کا گھٹیا بازاری طریقہ تو ہو سکتا ہے اس کو تحقیق کے کسی بھی خانے میں فٹ نہیں کیا جا سکتا' خصوصاً وہ تصاویر جہاں مرزائی لیڈر مختلف لوگوں سے ملتے یا اپنے مبلغین کے درمیان دکھائے گئے ہیں۔ خدارا بتائیے ان تصاویر کا اقبال مرحوم سے کیا تعلق ہے اور ان تصاویر سے آپ تحقیق کے کونسے عظیم الشان گوشے وا کرنا چاہتے ہیں؟ اس کے ساتھ ہی ایک بات اور بھی دیکھئے کہ کتاب میں آپ نے تحقیق کرنے کے لئے بڑی بڑھکیں ماری ہیں' مجھے دنیا کی کوئی تحقیقی تحریر دکھادیجئے جو تیسرا حصہ مختلف اخبارات بیانات اور تصاویر کی عکسی نقلوں سے بھری پڑی ہوں۔ خدا کے لئے اسے تحقیق تو نہ کہیں آپ نے تو صفحات کے صفحات بیانات کی نقول اور تصاویر سے ہی چودہ چودہ صفحات بھر دیئے ہیں۔

عبدالماجد صاحب! ان باتوں کو پڑھ کر آپ بڑا اعتراض یہ دیں گے کہ میں نے تحقیق کے حوالے سے آپ کے نظریات کا رد نہیں کیا جو آپ نے علامہ اقبالؒ سے منسوب کئے ہیں تو میرا جواب صرف اتنا ہے اور جو میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اقبال مرحوم کے حوالے سے مرزائیت سے ہمواری کے جذبات ایک مخصوص وقت تک حق ہو سکتے ہیں لیکن ان کا آخری فیصلہ جو ان کے آخری دور کی تحریروں سے سامنے آتا ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ انہوں نے مرزائیوں کی الگ نبوت کو مسلمانوں کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیا تھا' پتہ نہیں کس تحقیقی اصول کے تحت آپ نے اقبال مرحوم کے ان فرمودات پر روشنی نہیں ڈالی جن میں انہوں نے مرزائیت کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا ہے۔ ویسے مجھے اس بات کا افسوس بھی ہے کہ آپ نے مرزائی روایات کے عین مطابق جیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ کی اشاعت سے پہلے اس کتاب کے لئے خوب شور مچاکر لوگوں سے ہزاروں روپے اینٹھ لئے تھے ویسے ہی آپ نے اپنی کتاب کے آخری صفحے پر بڑی بڑھکیں ماری ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ان بڑھکیوں کے عوض آپ کو مرزائیوں سے کیا انعامات میسر آئے ہوں گے۔ مگر افسوس کہ کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے تحقیق کر کے مرزائیت کو سچا ثابت کیا جا سکے افسوس صد افسوس! کہ آپ نے عمر رفتہ کا یہ کام بھی رائیگاں ہی کیا۔

شاعر قرآن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر الزامات عائد کرنے سے کیا مرزائیت سچی ثابت ہو سکتی ہے؟ کبھی بھی نہیں اور اگر یہ بات درست ہے اور یقیناً وہ ہزاروں کتابیں اس بات پر شاہد ہیں کہ آج تک مرزائیت سے ان کا جواب نہیں لکھا جا سکا تو پھر اقبال کے کردار کے کمزور پہلو کی نشاندہی سے آپ مرزائیت کے سچا ہونے کی دلیل کبھی نہیں لے سکتے۔ خدا کے لئے عبدالماجد صاحب عمر عزیز پر نظر ڈالیئے اور غور کیجئے کہ آپ نے کہیں ساری عمر ایک غلط عقیدے کی مزید غلط وکالت میں تو نہیں گنوا دی۔

سید شمشاد حسین

خطبات وارشادات

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

سرگودھا کی گول چوک مسجد میں ایک بار مولانا جالندھریؒ نے شان صحابہؓ کے موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی:

فرمایا کہ خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کے انتقال پر جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے امور مملکت چلانے والے ساتھیوں سے حضرت صدیق اکبرؓ کے معمولات دریافت فرمائے' جس پر انہوں نے صبح سے شام تک کے معمولات بیان کر دیئے اور یہ بھی بتلایا کہ آخری ایام میں آپ کا یہ معمول بھی تھا کہ آپ صبح کو اتنی مقدار میں حلوہ تیار کراتے اور اسے لے کر بازار کی اس سمت روانہ ہو جاتے مگر خود ان کو وہ حلوہ تناول کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی معلوم ہے کہ وہ کس کی خاطر یہ حلوہ تیار کراتے تھے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ آپ اسی مقدار میں حلوہ تیار کریں اور مجھے سمت بتلادیں کہ کس طرف جایا کرتے تھے میں اسی طرح چلا جاؤں گا میرا اللہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ چنانچہ حلوہ تیار کر کے آپ کے حوالے کر دیا گیا اور سمت بھی بتلادی گئی۔ آپ اسی جانب اللہ کا نام لے کر روانہ ہو گئے اور بازار کی دونوں جانب دیکھتے گئے مگر پورے بازار میں کوئی بھی آپ کو حلوہ کا مستحق نظر نہ آیا۔ البتہ بازار ختم ہونے پر راستہ کی ایک جانب آپ نے ایک اپاہج کو لیٹے ہوئے دیکھا جو نابینا تھا اور اس کے پورے بدن پر پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں۔ حتیٰ کہ اس کا چہرہ بھی پھوڑے پھنسیوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی دل میں سوچا کہ اس سے بڑھ کر حلوہ کا مستحق کون ہو سکتا ہے؟ چنانچہ آپ اس بوڑھے کے قریب بیٹھ گئے اور اپنے دست مبارک سے حلوے کا لقمہ اس کے منہ میں ڈالنا چاہا مگر اس بوڑھے نے ایک چیخ ماری اور کہنے لگا کہ آج یہ کون آیا ہے جسے کھلانا بھی نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ کھلانے میں مجھ سے کیا غلطی ہوئی؟ تو وہ کہنے لگا کہ جو شخص روزانہ آیا کرتا تھا وہ کہاں گیا؟ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ وہ امیر المومنین صدیق اکبرؓ تھے جن کا کل انتقال ہو گیا ہے اور اب لوگوں نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اس لئے اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر وہ بوڑھا رونے لگا اور کہا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ وہ امیر المومنین تھے اور اگر مسلمانوں کا امیر المومنین اتنا رحم دل ہے تو پہلے مجھے کلمہ پڑھاؤ اور مسلمان بناؤ کیونکہ میں یہودی ہوں۔ اس کے بعد اس نے بتایا کہ چونکہ میرے ہونٹ زخمی ہیں اس لئے انگلی کے پورے بھی ان زخموں پر چبھتے ہیں اور میں قربان جاؤں اس خلیفہ پر کہ وہ اپنی زبان پر حلوہ رکھ کر میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ یہ سن کر حضرت فاروق اعظمؓ بھی آبدیدہ ہو گئے اور اس بوڑھے کا خاص اہتمام کرنے کو فرمایا:

شان صدیق اکبرؓ:

"شان صدیق بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ مرنے پر کفن پہنانا ہر میت کا بنیادی حق ہے۔ مگر یہ صدیق اکبرؓ تھے کہ جنہوں نے یہ حق بھی اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر قربان کر دیا اور فرمایا کہ نیا کفن پہن کے کیا کروں گا جو کفن تم مجھے پہناؤ گے وہ مدینہ کے کسی یتیم کے پہننے کے کام آجائے گا' مجھے میرے انہی کپڑوں میں دفنا دینا۔"

شان عمر فاروق اعظمؓ:

"شان فاروق اعظمؓ کے بارے میں فرمایا کہ دور جاہلیت میں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ تجارت کی غرض سے شام تشریف لے گئے' آپ گھوڑے پر سوار تھے بازار میں ایک یہودی نے آپ کو دیکھا تو آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور گھوڑا روک کے پوچھا: کہ کیا آپ کا نام عمر ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نام عمر ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ کے والد کا نام خطاب ہے؟ اور آپ مکہ کے رہنے والے ہیں' آپ نے فرمایا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔"

وہ کہنے لگا بس یہی پوچھنا تھا اب آپ جائیں' امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ تو وہ کہنے لگا کہ ابھی تھوڑے عرصہ کے بعد تمہارے شہر میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ان کی وفات کے بعد تم دوسرے خلیفہ ہو گے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کو یہ سب

کچھ کیسے معلوم ہوا؟ تو وہ کہنے لگا کہ آپ گھوڑے پہ سوار ہیں اور آپ کی پنڈلی ننگی ہے اس پنڈلی پر جو نشان ہے یہ نشان دیکھ کر مجھے شک ہوا اور میں نے آپ کا چہرہ دیکھا۔ چہرے کی علامات بھی وہی ہیں جو ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ اس لئے میں نے اپنی بات کی تصدیق آپ سے کرنی چاہی۔ حضرت عمرؓ اس کی یہ بات سن کر ہنس دیے اور گھوڑا آگے بڑھایا۔ سبحان اللہ آپ اندازہ لگائیں کہ یہودیوں کی کتابوں میں اصحاب رسول کے نام اور ان کی علامات تک محفوظ تھیں۔

اس طرح کا ایک اور واقعہ سنایا فرمایا کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک بار مسجد نبوی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرماتے تھے کہ ایک بوڑھا وہاں آیا اور مجلس میں بیٹھنے کے بعد اپنی جیب سے کاغذ کا ایک پرانا پرزہ نکالا اور حضرت عمرؓ کی طرف بڑھادیا۔ آپ نے اس کاغذ کو کھولا اور اس کی تحریر کو پڑھ کر آپ مسکرائے اور پھر ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ قریب بیٹھے ہوئے ساتھیوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس بوڑھے نے دور جاہلیت کا ایک واقعہ یاد دلادیا ہے۔ فرمایا ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے میں ان کے علاقہ میں گیا ہوا تھا اس وقت میری بھرپور جوانی تھی اور یہ شخص ادھیڑ عمر تھا اس نے مجھے بازار میں دیکھا اور مجھ سے کہا کہ نوجوان گرمی بہت ہے اگر تھوڑی دیر دوپہر میں میرے گھر آرام کرلو تو مجھے خوشی ہوگی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں قافلہ کے ہمراہ ہوں اگر میں آپ کے ہاں رک گیا تو قافلہ آگے نکل جاوے گا اور میں پیچھے رہ جاؤں گا۔ یہ کہنے لگا کہ تم جوان مرد ہو' گھوڑا تمہارے پاس ہے' دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد تم آسانی سے قافلہ کو جاملوگے' چونکہ گرمی بہت تھی اس لئے مجھے اس کی بات اچھی لگی اور میں اس کے ہمراہ اس کے گھر چلا گیا۔ اس نے میرے ہاتھ پاؤں دھلائے دستر خوان بچھوادیا اور پر تکلف کھانا مجھے کھلایا' مجھے بھوک لگی تھی اس لئے خوب سیر ہوکر میں نے کھایا۔ اس کے بعد اس نے بہترین بستر لگوادیا اور مجھے آرام کرنے کو کہا میں لیٹ گیا۔ یہ سرہانے کھڑا ہوکر مجھے پنکھا جھلنے لگا۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ نے بہترین کھانا مجھے کھلایا' سونے کو اچھا بستر دیا' پردیس میں اتنا ہی کافی ہے۔ آپ پنکھا جھلنے کی زحمت نہ کریں' مگر آپ نے کہا تم میرے مہمان ہو اور یہ مرا فرض ہے' مجھے خدمت کرنے میں خوشی محسوس ہورہی ہے اس لئے تم سوجاؤ' چنانچہ میں سوگیا اور مجھے خوب نیند آگئی۔ جب دو تین گھنٹے کے بعد آنکھ کھلی تو ابھی تک یہ شخص پنکھا جھل رہا تھا میں نے شکریہ ادا کیا اور جانے کی اجازت چاہی' اس نے کہا جیسے آپ کی مرضی مگر میری ایک گزارش ہے کہ آپ اس تحریر پر اپنے دستخط کردیں۔

جب اس نے یہ کاغذ میرے سامنے کیا تو میں نے کہا کہ بھائی لگتا ہے آپ بھول گئے ہیں' میں اس علاقہ کا کوئی افسر یا محصول لینے والا نہیں ہوں' اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ آپ مکہ کے رہنے والے ہیں اور آپ کا نام عمر ہے' آپ کے والد کا نام خطاب ہے' بس آپ اس پر دستخط کردیں آپ کی مہربانی ہوگی چنانچہ میں نے اسے اس کی خام خیالی سمجھ کر خوشی خوشی دستخط کردیے۔

اب میں مسکرایا تو اس لئے تھا کہ اس نے مجھے پرانی بات یاد دلادی اور ٹھنڈی آہ اس لئے بھری کہ میں اس کی خدمات کے باوجود اس کی مدد نہیں کرسکتا۔ فرمایا کہ اس کاغذ پر یہ لکھا ہوا ہے کہ: "تمہارا جزیہ معاف کیا جاتا ہے" اب بتاؤ کہ دور جاہلیت کا یہ معاہدہ میں کیسے نبھاسکتا ہوں۔ شریعت کے قانون کو عمر کیسے توڑ سکتا ہے شریعت کا یہ واضح قانون ہے کہ جو علاقہ لڑکر فتح کیا جاوے وہاں کی زمینیں سب کچھ مال غنیمت میں شمار ہوتی ہیں اور جہاں ہتھیار ڈال دیے گئے ہوں اور بغیر لڑے وہ علاقہ مسلمانوں کو مل جاوے تو وہاں کی زمینوں پر خراج یا جزیہ لاگو ہوتا ہے اب اس کا جزیہ میں کیسے معاف کرسکتا ہوں......

اس طرح بیت المقدس کی فتح کا پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اس واقعہ میں ایک بات یہ فرمائی کہ سفر سے قبل اپنے اصحاب شوریٰ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے یہ فرمایا کہ گرمی بہت ہے اور آپ بوڑھے آدمی ہیں سفر بہت دور کا ہے اس لئے آپ کو اتنا لمبا سفر کرنے کی ضرورت نہیں اللہ نے چاہا تو بیت المقدس مسلمان فتح کریں گے' مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آپ کی محبت ہے اور آپ کو ایسا ہی مشورہ بجا تھا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میرے جانے سے بغیر لڑے وہ علاقہ فتح ہوتا ہے تو مسلمانوں کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ میں وہاں ضرور جاؤں چنانچہ آپ گئے فرمایا کہ یہ تھی ان کی آپس میں محبت اور مودت۔

شان عثمان غنیؓ:

فرمایا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کی مجلس میں تشریف

فرماتے۔ آپ کی ایک پنڈلی مبارک سے تھوڑا سا کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حاضر خدمت ہوئے اور سلام عرض کر کے مجلس میں بیٹھ گئے۔ حضور اکرم ﷺ اسی حالت میں بیٹھے رہے' تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر فاروقؓ حاضر ہوئے سلام عرض کر کے وہ بھی مجلس میں شریک ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان غنیؓ حاضر خدمت ہوئے سلام عرض کیا حضرت عثمان غنیؓ کو دیکھتے ہی حضور اکرم ﷺ نے اپنی پنڈلی مبارک پر کپڑا ٹھیک کیا' اصحاب رسول اکرم ﷺ تو آپ کی ایک ایک ادا پر نظر رکھتے تھے اور وجہ بھی پوچھ لیتے تھے۔ چنانچہ کسی صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیقؓ آئے آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے' عمر فاروقؓ حاضر ہوئے پھر بھی آپ نے حالت نہ بدلی مگر عثمان غنیؓ کے آتے ہی آپ نے پنڈلی مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ لیا اس کی وجہ کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ عثمان غنیؓ سے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں' پھر میں حیا کیوں نہ کروں' یہ عثمانؓ ہی تھے جن کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ اگر میری اور بیٹی ہو تو دوسری بیٹی کے انتقال کے بعد میں اسے بھی عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔ نبی پاک ﷺ کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں تھیں' یہ اعزاز کیا کم ہے اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ دین اسلام کے لئے جتنا خرچ آپؓ نے کیا شاید ہی کسی اور نے کیا ہو۔

اس کے بعد حضرت مولانا جالندھریؒ نے فرمایا کہ یہ تو چاروں خلفاءؓ کے چند واقعات تھے۔ ان کے علاوہ بھی ایک ایک صحابی اپنی مثال آپ تھے عرب کا گرم صحرا' تپتی ہوئی ریت اور آگ کے انگاروں پر حضرت بلال حبشیؓ کو لٹایا جاتا ہے پوری کمر جل کر کوئلہ ہو جاتی ہے مگر زبان سے اگر کوئی لفظ نکلتا ہے تو وہ ایک ہی لفظ "احد' احد" گرمی کا موسم ہے حالت جنگ ہے' بدن زخموں سے چور ہیں' جان نکلنے والی ہے العطش العطش کا شور ہے' پانی کا پیالہ لے کر جب ایک زخمی صحابی کے پاس ساقی پہنچتا ہے وہ صحابی پیالے کو ہونٹ کے قریب لاتے ہیں کہ ساتھ میں لیٹے ہوئے دوسری صحابی کی آواز کانوں میں پڑتی ہے ہائے پیاس! وہ صحابی خود پانی نہیں پیتے بلکہ فرماتے ہیں پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ' جب وہ پیالہ لے کر ان کے قریب جاتے ہیں تو ایک تیسرے صحابی پیاس کی آواز بلند کرتے ہیں' وہ دوسرے صحابی بھی اپنے بھائی سے قبل پانی پینا گوارا نہیں کرتے اور ان کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے ان کو پلاؤ' جب ساقی تیسرے زخمی صحابی کے پاس پہنچتے ہیں تو وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہوتے ہیں ساقی دوڑ کر دوسرے صحابی کے پاس پہنچتا ہے مگر وہ بھی شہید ہو چکے ہوتے ہیں وہ لپک کر پہلے کی جانب بڑھتے ہیں تو وہ بھی جنت میں پہنچ چکے ہوتے ہیں' دنیا کی تاریخ میں کوئی دوسری ایسی مثال آپ نہیں لا سکتے۔ یہ شرف صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی جماعت کو حاصل ہے اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا ایک ایک صحابی روشن ستارے کی مانند ہے قرآن پاک میں بھی صحابہ کرامؓ کی شان میں یہ جملے موجود ہیں کہ "وہ دشمن پر سخت ہیں مگر آپس میں شیر و شکر ہیں۔"

صحابہ کرامؓ دین کا معیار ہیں۔ قرآن' حدیث حتیٰ کہ پورا دین ہم تک انہیں کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ اگر ان کے ذریعے کو بیچ سے نکال دیں تو ہمارے پاس کیا بچتا ہے۔

بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ان مقدس ہستیوں پر تنقید کے نشتر چلاتے ہیں' اگر ان میں آپس میں کوئی اختلاف تھا تو وہ بھی اجتہادی اختلاف تھا اور وہ بھائیوں کا آپس کا اختلاف تھا' ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان پر فتوے لگائیں جو ان کے ایمان اور ایقان میں شک کرتا ہے وہ اپنے ایمان کا فکر کرے۔

وہ تو آپس میں ایسے رحم دل تھے کہ ایک دوسرے سے قبل پانی پینا گوارا نہیں کیا بھلا کیا جنت میں اکیلے جانا گوارا کریں گے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو (یعنی طعن کرنے سے ڈرو) آج تین قسم کے لوگ موجود ہیں ایک گروہ تو اہل بیت کے خلاف بات کرتا ہے یعنی خارجی' دوسرا گروہ صحابہ کرامؓ پر طعن کرتا ہے یعنی رافضی اور تیسرا گروہ دونوں کو یعنی اہل بیت اور صحابہؓ کو اپنی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور سمجھتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں صرف ایک گروہ نجات پانے والا ہوگا۔ ما انا علیہ واصحابی اور یہ ہیں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ ●●

کسبِ حلال

اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اس کی تعلیمات بھی پاکیزہ ہیں اور پاکیزگی کا حکم دیتا ہے' پاکیزہ روزی اور حلال کا حکم دیتا ہے' اسی لئے اسلام نے جائز اور قانونی ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ناجائز اور غیر قانونی ذرائع سے حاصل شدہ روزی کو حرام اور خبیث مال سے تعبیر کرتا ہے اور اس کے بُرے نتائج سے ڈراتا ہے............ (مرتب)

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

الحمدللہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیا والمرسلین
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب حلال کی فضیلت اور اس کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إن أطیب ما أکلتم من کسبکم﴾
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۲)

"تمہاری سب سے زیادہ پاکیزہ روزی جو تم کھاتے ہو وہ ہے جو تمہاری اپنی کمائی ہوئی ہے۔"

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رزق کو سب سے زیادہ پاکیزہ اور طیب فرمایا جسے انسان جائز اور قانونی ذرائع کے ذریعہ محنت کرکے حاصل کرتا ہے' چاہے وہ محنت تجارت کی شکل میں ہو' کھیتی باڑی کی شکل میں ہو' ملازمت کی شکل میں ہو' یا مزدوری وغیرہ میں ہو۔

اسلام ایک پاکیزہ دین ہے' اس کی تعلیمات بھی پاکیزہ ہیں اور وہ پاکیزہ کا حکم دیتا ہے اور پاکیزہ روزی اور کسب حلال کا حکم دیتا ہے۔ اسی لئے اس نے جائز اور قانونی ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے' ناجائز اور غیر قانونی ذرائع کے استعمال سے روکا ہے اور ان ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ روزی کو حرام اور خبیث مال سے تعبیر کرتا ہے اور اس کے بُرے نتائج سے ڈراتا ہے۔

کسب حلال کی ترغیب دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ما أکل احد طعاماً قط خیراً من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدیہ﴾ ...... (صحیح بخاری)

"کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لوہے کو نرم فرما دیا تھا' جس سے وہ زرہیں بنایا کرتے تھے' جو جنگ کے وقت پہنی جاتی تھیں' اس سے صنعت و حرفت کی فضیلت معلوم ہوئی۔

کسب حلال اور رزق حلال کی اسلام میں اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اس کے لئے جس طرح ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے' اسی طرح انبیا اور رسل علیہم السلام کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

ترجمہ: "بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ پاکیزہ مال کو ہی قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے جس کا حکم پیغمبروں کو دیا

ہے۔" (صحیح مسلم)

کسب حلال کے لئے اسلام نے جن وسائل اور ذرائع کو جائز اور مشروع قرار دیا ہے ان ہی ذرائع کو اختیار کرنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے' جیسے تجارت' زراعت' صنعت و حرفت' ملازمت اور مزدوری وغیرہ اور ایسے ذرائع اور اسباب سے بچنا اور دور رہنا ضروری ہے جن کو شریعت نے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے اور بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن کا حلال یا حرام ہونا مشتبہ ہوتا ہے ایسے امور سے بچنے میں انسان کے دین کی حفاظت ہے اور جس نے ایسے امور سے بچنے کی کوشش نہ کی اس کے لئے اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ حرام میں مبتلا ہو جائے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مفہوم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

﴿الحلال بین والحرام بین وبینھما أمور مشتبہات لا یعلمھن کثیر من الناس' فمن اتقی الشبہات استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبہات وقع فی الحرام﴾............ (متفق علیہ)

"حلال واضح اور کھلا ہوا ہے اور حرام بھی واضح اور کھلا ہوا اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں' جن کے بارے میں بہت سے لوگ شرعی حکم نہیں جانتے لہٰذا جو شخص کہ ان مشتبہ امور سے بچتا رہا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو مشتبہ امور میں پڑ گیا وہ حرام میں مبتلا ہوا۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو ایک مثال سے واضح فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ یا حکومت اپنے لئے ایک چراگاہ مقرر کر کے اسے ممنوعہ علاقہ قرار دے۔ لہذا بکریاں اور جانور چرانے والوں کے لئے سلامتی اس میں ہے کہ وہ اپنے جانور سرکاری چراگاہ سے دور چرائیں لیکن انہوں نے یہ احتیاط نہ کی اور اپنے جانوروں کو اس سرکاری چراگاہ کے قریب چرانے لگے تو بہت ممکن ہے کہ ان کی ذراسی غفلت سے وہ جانور سرکاری چراگاہ میں داخل ہو جائیں اور وہ چرانے والے سرکاری گرفت میں آکر سزا کے مستحق بن جائیں' یہاں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیا کو ممنوعہ علاقہ سے تشبیہ دی گئی ہے اور مشتبہ امور کی مثال اس سرزمین کی ہے جو ممنوعہ علاقہ سے ملی ہوئی ہے۔ چونکہ مشتبہ اور حرام چیزوں کی حدود قریب قریب ہیں اس لئے خطرہ ہے کہ جو شخص مشتبہ امور میں مبتلا ہوا وہ اس کی حدود سے آگے بڑھ جائے اور حرام اور ممنوعہ امور کی حدود میں داخل ہو جائے۔

کسب حلال کے بارے میں ایک اور موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة﴾

(البیہقی' مشکوۃ ص ۲۴۲)

"کسب حلال کی تلاش ایسا فریضہ ہے جو مسلسل باقی رہتا ہے' اور جس میں کوئی انقطاع نہیں ہوتا۔"

لہذا جس شخص کے ذمہ اپنے نفس اور دوسروں کے نفقات کی ذمہ داری ہے اس پر یہ فرض ہے کہ کسب حلال کے ذریعہ اس ذمہ داری کو پورا کرے۔

جس طرح اسلام نے کسب حلال کی ترغیب اور حکم دیا ہے۔ اسی طرح کسب حرام سے منع فرما کر اس کے نتائج بد سے آگاہ کیا ہے' ان نتائج میں ایک یہ بھی ہے کہ جو گوشت حرام کھانے سے بنتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا' اس کی جگہ جہنم کی آگ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار أولی به﴾

(المشکوۃ ص ۲۴۲ مسند احمد)

"وہ گوشت جنت میں نہیں جائے گا جو حرام سے بنا ہے اور ہر وہ گوشت جو حرام سے بنا آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں اس کے برے نتیجہ کو اس طرح بیان فرمایا:

﴿لا یکسب عبد مال حرام فیتصدق منه فیقبل منه ولا ینفق منه فیبارک له فیه' ولا یترکه خلف ظهره إلا کان زاده إلی النار' إن الله لایمحوالسیئی بسیئی' ولکن یمحو السیئی بالحسن' إن الخبیث لایمحوالخبیث﴾

(المشکوۃ ۲۴۲)

"جب کوئی شخص حرام مال کماتا ہے پھر اس میں سے صدقہ کرتا ہے تو وہ صدقہ اس سے قبول نہیں کیا جاتا' اور جب اس میں سے اپنے لئے خرچ کرتا ہے تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور اگر مرنے کے بعد حرام اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو اس کے لئے جہنم کا زاد راہ بنتا ہے' اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے دور نہیں فرماتے بلکہ برائی کو نیکی اور اچھائی سے دور فرماتے ہیں' خبیث چیز خبیث کو نہیں مٹاتی"

کسب حرام کے برے نتائج کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لایدخل الجنة لحم نبت من السحت' وکل لحم نبت من السحت کانت النار أولی به﴾

(المشکوۃ ۲۴۲)

"جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو حرام سے بنا ہو اور جو گوشت حرام سے بنا ہے آگ اس کے لئے زیادہ مناسب ہے۔"

بہر حال اسلام اپنے ماننے والوں کو کسب حلال اور طیبات کی تعلیم اور ترغیب دیتا ہے اور کسب حرام اور خبیث چیزوں سے اجتناب کا حکم دیتا ہے اور یہ تنبیہ کرتا ہے کہ حلال و حرام اور طیب و خبیث یکساں نہیں ہو سکتے' رزق حلال اور طیب چاہے مقدار میں کتنا ہی کم ہو وہ اس حرام اور خبیث سے بہتر ہے اگرچہ وہ مقدار میں زیادہ کیوں نہ ہو۔ اس لئے عقلمند کو چاہئے کہ گندی اور حرام چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی زیادہ اور بھلی لگیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قل لایستوی الخبیث والطیب ولوأعجبک کثرة الخبیث فاتقوا الله یا أولی الألباب لعلکم تفلحون﴾ (المائدۃ:۱۰۰)

ترجمہ: "اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ ناپاک چیز اور پاک چیز دونوں برابر نہیں' خواہ تم کو کسی ناپاک چیز کی کثرت بھلی ہی کیوں نہ معلوم ہوتی ہو' تو اے عقلمند اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

ان احادیث کا حاصل یہ نکلا کہ امت اسلامیہ اور اس کا ہر فرد اس بات کا مکلف ہے کہ وہ کسب حلال اختیار کرے اور پاکیزہ روزی خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کسب حلال کی توفیق دے۔ (آمین)

ڈاکٹر آر ایل میلیما (ہالینڈ)

میں مسلمان کیوں ہوا؟

اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے لاہور کی ایک جامع مسجد میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا تھا کہ اسلام کا رشتہ اخوت دنیا کا سب سے مضبوط رشتہ ہے' سچی بات ہے کہ اس دن میری خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا' یوں پاکستان کے مسلمانوں نے مجھ پر یہ ثابت کر دیا کہ اسلام محض قوانین کا مجموعہ نہیں بلکہ محبت کا رواں دواں زمزم بھی ہے جو پیاسی روحوں کو سیراب کرتا ہے اور ویران دلوں میں سدا بہار پھول کھلاتا ہے۔ ہالینڈ کے ڈاکٹر آر ایل میلیما کے ایمان افروز تاثرات ملاحظہ فرمائیں .... (مدیر)

مجھے اسلام میں کیا حسن نظر آیا ہے؟ وہ کونسی جاذبیت تھی جو مجھے اس عقیدے کی طرف کھینچ لائی؟ یہ ہیں وہ دو سوال جن کے جواب مجھے دینے ہیں تو عرض ہے کہ میں نے 1919ء میں لیڈن یونیورسٹی سے مشرقی زبانوں کی تعلیم شروع کی اور مشہور مستشرق اور عربی علوم کے ماہر پروفیسر سناؤک ہرگرونج کے لیکچروں میں باقاعدگی سے شرکت کرنے لگا میں نے عربی میں اس قدر استعداد حاصل کر لی کہ البیضاوی کی تفسیر قرآن اور غزالی کی ایک کتاب کا ترجمہ کر ڈالا' جیسا کہ اس زمانے کی روایت تھی میں نے تاریخ اسلام اور اسلامی اداروں میں ساری معلومات ان کتابوں سے حاصل کیں جو یورپین زبانوں میں شائع ہوئیں ۱۹۲۱ء میں میں مصر گیا اور وہاں ایک ماہ تک قیام کیا اس دوران میں نے الازہر کا خوب مطالعہ کیا کیونکہ میں نے عربی کے علاوہ سنسکرت' ملائی اور جاوی زبانوں پر بھی عبور حاصل کر لیا تھا' اس لئے ۱۹۲۴ء میں میں ہالینڈ کی نو آباد جزائر شرق الہند جو (آزادی کے بعد انڈونیشیا کہلایا) چلا گیا اور جکارتہ میں اعلیٰ تعلیم کے ایک خاص ادارے میں جاوی زبان اور ہندوستانی کلچر کی تاریخ پڑھنے لگا' اگلے پندرہ برس تک میں جاوی زبان اور کلچر کے قدیم و جدید شعبوں میں عبور حاصل کر چکا تھا اس مدت میں اسلام اور عربی زبان سے میرا رابطہ بالکل برائے نام رہ گیا تھا۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران جب انڈونیشیا پر جاپان کا تسلط قائم ہوا تو میں بھی جنگی قیدی بن گیا رہائی ملی تو ۱۹۴۶ء میں میں واپس وطن چلا گیا اور ایمسٹرڈم کے رائل ٹراپکل انسٹیٹیوٹ میں تدریسی فرائض انجام دینے لگا' یہاں مجھے جاوی زبان میں اسلام پر ایک گائیڈ بک لکھنے کا حکم ملا اور یوں ایک مرتبہ پھر اسلام سے میرا علمی رابطہ قائم ہو گیا۔ یورپ میں اسلام پر جتنی کتابیں چھپی تھیں تقریباً ساری میں نے پڑھ ڈالیں۔

اسی ضمن میں مجھے اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی ریاست پاکستان کے مطالعہ کی ضرورت محسوس ہوئی میں نے رخت سفر باندھا اور ۱۹۵۴ء کے اواخر میں لاہور پہنچا اب تک اسلام کے بارے میں میری معلومات کا ذریعہ یورپین لٹریچر تھا مگر لاہور میں مجھے اسلام کے بارے میں بالکل نئے پہلو سے روشناس ہونے کا موقع ملا دل و دماغ پر اس کے تاثر کا یہ عالم تھا کہ میں نے اپنے مسلمان دوستوں سے شرکت کی اجازت طلب کی جسے انہوں نے نہایت خوشدلی کے ساتھ قبول کر لیا یہیں سے اسلام کے اعلیٰ و ارفع قدروں سے واقف ہوا اور میری زندگی ایک پاکیزہ انقلاب سے دوچار ہونے لگی۔

میں نے اپنے آپ کو اسی روز مسلمان سمجھنا شروع کر دیا تھا جب ایک جمعہ کو مجھے مسجد کے نمازیوں سے خطاب کرنے کا موقع دیا گیا اور اس کے بعد ان گنت دوستوں سے مصافحہ کرنا پڑا تھا جو اگرچہ میرے لئے اجنبی تھے مگر ان کے بے پناہ تپاک میں سگے بھائیوں کی محبت جھلکتی تھی اس کے بعد میرے دوست مجھے ایک چھوٹی سی مسجد میں لے گئے وہاں ایک صاحب خطبہ دیتے تھے جو روانی سے انگریزی بول سکتے تھے اور پنجاب یونیورسٹی میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے انہوں نے نمازیوں کو بتایا کہ اس اجتماع میں انگریزی الفاظ زیادہ استعمال کرنے کی یہ وجہ ہے کہ ایک دور دراز کے ملک "نیدرلینڈ" سے آیا ہوا ہمارا ایک بھائی اسلام کے بارے میں کافی معلومات حاصل کر سکے' بہر حال خطاب ختم ہوا تو پہلے امام کے اقتدا میں دو رکعتیں پڑھی گئیں اور بعد میں انفرادی طور پر لوگوں نے چند رکعتیں ادا کیں۔

میں اٹھ کر باہر نکلنے ہی والا تھا کہ خطیب صاحب جنہیں لوگ علامہ صاحب کے لقب سے پکارتے تھے میری طرف متوجہ ہوئے' انہوں نے بتایا کہ لوگ میری زبان سے

کچھ سننا چاہتے ہیں خیر میں اٹھا اور مائیکروفون کے سامنے جاکر اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگا میں انگریزی میں بات کر رہا تھا جبکہ علامہ صاحب اس کا اردو میں ترجمہ کرتے جاتے تھے' میں نے بتایا کہ میں ایک ایسے ملک سے آیا ہوں جہاں بہت ہی کم مسلمان رہتے ہیں میں ان کی جانب سے اور اپنی طرف سے آپ حضرات کو سلام و تحریک پیش کرتا ہوں کہ آپ اپنی آزاد و خود مختار اسلامی ریاست کے مالک ہیں اور اس ریاست نے گزشتہ برسوں میں خاصہ استحکام حاصل کر لیا ہے اور خدا نے چاہا تو ایک روشن مستقبل آپ کا منتظر ہے میں اپنے وطن واپس جاکر بتاؤں گا کہ پاکستان میں مجھے مہمان نوازی اور محبت و اخلاص کے کس بے پایاں سلوک کا مستحق سمجھا گیا۔ ان الفاظ کا اردو میں ترجمہ کیا گیا تو عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ سینکڑوں نمازی غیر معمولی اشتیاق اور کمال محبت کے ساتھ میری طرف لپکے۔ ان کے چہرے خلوص اور پیار کے نور سے چمک رہے تھے اور آنکھوں سے اخوت و یگانگت کی ایسی کرنیں پھوٹ رہی تھیں جو دل و دماغ سے آگے میری روح میں اترتی جارہی تھیں میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا تھا کہ اسلام کا رشتہ اخوت دنیا کا سب سے مضبوط رشتہ ہے' سچی بات ہے کہ اس روز میری خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا یوں پاکستان کے مسلمانوں نے مجھ پر یہ ثابت کر دیا کہ اسلام محض قوانین کا مجموعہ نہیں بلکہ محبت کا رواں دواں زم زم بھی ہے جو پیاسی روحوں کو سیراب کرتا ہے اور ویران دلوں میں سدا بہار پھول کھلاتا ہے یہ اعلیٰ اخلاقی قدروں کا وہ حسین گلدستہ ہے جس سے مسلمان سب سے نوازا جاتا ہے یوں ایمان و علم کی روشنی نے میرے دل و دماغ کو بھی منور کر دیا اور میں نے اسلام قبول کرنے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔

اب میں یہ بتاؤں گا کہ اسلام کی کون سی باتوں نے مجھے متاثر کیا:

(۱)..... صرف ایک اعلیٰ و برتر ہستی' اللہ کا اقرار' یہ نظریہ فطرت کے اتنے قریب ہے کہ سوجھ بوجھ رکھنے والا کوئی بھی انسان اسے آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے اللہ بڑا ہی بے نیاز ہے' سبھی مخلوقات اس کی محتاج ہیں وہ کسی کی اولاد نہیں مگر ہر چیز کو اس نے پیدا کیا اور ساری کائنات میں کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے وہ حکومت' طاقت اور حسن کا منبع ہے وہ بڑا ہی مہربان اور بہت ہی بڑا سخی ہے۔

(۲)..... اللہ کا اپنی کائنات' مخلوقات اور اشرف المخلوقات انسان سے رابطہ براہ راست قسم کا ہے اس تک پہنچنے کے لئے کسی درمیانی ذریعے کی ضرورت نہیں' اسلام میں عیسائیت کی مانند پاپائیت کا کوئی تصور نہیں' اس مذہب میں انسان اپنے اعمال و افعال کے لئے آزاد و خود مختار پیدا کیا گیا ہے یہ دنیا اس کے لئے دارالامتحان ہے' جہاں اسے دوسری زندگی کے لئے تیاری کرنا ہے وہ اپنے اچھے' برے کا خود ذمہ دار ہے اور کسی دوسرے کی قربانی اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(۳)..... "مذہب میں کوئی جبر نہیں" صداقت جہاں سے بھی ملے اسے قبول کرلو' اسلام کے ان سنہری اصولوں میں رواداری اور حق شناسی کا جو جوہر پایا جاتا ہے' اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

(۴)..... اسلام انسانوں کو نسل' رنگ اور علاقے سے ماوراء ہو کر رشتہ اخوت میں منسلک کرتا ہے اور صرف یہی وہ مذہب ہے جس نے عملی طور پر اس اصول کو اپنا کر دکھا بھی دیا ہے۔ مسلمان دنیا میں کہیں بھی ہوں وہ دوسرے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں خدا کے سامنے سارے انسان یکساں درجہ رکھتے ہیں' اس کا سب سے خوبصورت اور روح پرور مظاہرہ حج کے موقع پر احرام باندھ کر کیا جاتا ہے۔

(۵)..... اسلام زندگی میں روح اور مادے دونوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے انسان کی ذہنی و روحانی پرورش کا گہرا تعلق اس کی جسمانی ضرورتوں کے ساتھ وابستہ ہے اسے زندگی میں ایسا انداز اختیار کرنا چاہئے کہ روح اور جسم اپنے اپنے دائروں میں ترقی کر سکیں۔

(۶)..... شراب اور دیگر نشہ آور اشیا کو ممنوع قرار دینے کا عمل اپنے اندر وہ عظمت رکھتا ہے جس نے اسلام کو چار چاند لگا دیئے۔ چینی لوگ مچھلیوں کی موجودگی میں سانپ چھپکلیاں اور دیگر غلیظ کیڑے کھاتے ہیں' کورین لوگ خوبصورت بکرے کو چھوڑ کر کتے کا گوشت مزے لے کر کھاتے ہیں' یورپین لوگ بہترین مرغوب کو چھوڑ کر لحم خنزیر کو منہ میں ڈالتے ہیں کئی بدبخت آب زمزم کی موجودگی میں اپنے منہ اور معدے کو شراب سے غلیظ کرتے ہیں ہندو اپنے ہاتھ سے بت بناتا اور پھر اس بت کو خدا کہتا ہے وہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بت کو تو خدا کہتا ہے لیکن جس رب نے اسے بنایا اسے خدا نہیں کہتا۔

شہادت شاہ بالاکوٹ

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے بالاکوٹ کے مقام پر لیلائے شہادت کو گلے لگالیا صرف اور صرف اسلام کی سربلندی کے لئے' وہ اقتدار اپنی ذات کے لئے نہیں چاہتے تھے بلکہ خدا کی زمین پر خدا کا نظام چاہتے تھے' بالاکوٹ کی بلند و بالا وادی سے شاہ اسمٰعیل شہید اور ان کے رفقاء کار مجاہدین کی روحیں آج بھی پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ زندگی کے پست نظریات کو خیرباد کہو اور حق کی خاطر جان کی پرواہ نہ کرو اور باطل کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ (مدیر)

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ شاہ عبدالغنی دہلویؒ کے صاحبزادے اور شاہ ولی او محدث دہلویؒ کے پوتے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو دہلی میں ہوئی آپ انتہائی ذہین تھے' صرف آٹھ سال کی عمر میں آپ نے قرآن پاک حفظ کرلیا صرف و نحو منطق و فلسفہ کی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں اور کتب حدیث اپنے چچا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے پڑھیں' سولہ سال کی عمر میں آپ نے سند فراغت حاصل کرلی' چونکہ آپ کے سینے میں ایک حساس دل دھڑک رہا تھا' ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت زار کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

آپ جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے' فن حرب میں تیراکی' کشتی رانی' گھڑ سواری' اور شمشیر زنی کی مکمل تربیت حاصل کی۔ گھڑ سواری کی تربیت اس دور کے مشہور چابک سوار میاں رحیم بخش سے سیکھی' جو اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ تیراکی میں اتنی مہارت حاصل کی کہ جمنا کی موجوں سے کھیلتے ہوئے آگرہ پہنچ جاتے اور دن کا اکثر حصہ دریا میں گزار دیتے' دینی طلبا کو سبق بھی دریا کے کنارے آکر پڑھاتے' جون' جولائی کی شدید گرمی میں عین دوپہر کے وقت دہلی کی فتح پوری مسجد کے صحن میں سرخ پتھروں پر کھڑے رہتے اور ننگے پاؤں چلنے کی مشق کرتے۔ اسی طرح کئی کئی دن کھانے پینے کے علاوہ گزار دیتے' سونے اور جاگنے پر بھی انہوں نے کنٹرول حاصل کیا' جسم کو گرمی و سردی برداشت کرنے کا مکمل عادی بنادیا زندگی کا یہ پروگرام اس جہاد کی تیاری کے لئے تھا جس کا مقصد ملک کو غلامی سے چھڑا کر علی منہاج النبوت خلافت اسلامیہ قائم کرنا تھا اور اپنے دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور

ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی

چچا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا تھا جس کا عنوان "فک کل نظام"

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے زندگی کی ابتدا ایک مبلغ ایک داعی اور واعظ کی حیثیت سے شروع کی۔ آپ کی تبلیغ کا موضوع اکثر و بیشتر اوقات توحید خداوندی ہوتی تھی' اس وقت مسلمانوں کی حالت زار تھی۔ دینی علوم سے جہالت کی بنا پر مسلمانوں میں رسوم و بدعات پیدا ہو گئی تھیں۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور استعانت اور غیر اسلامی رواج اور طور طریقے مسلمانوں میں سرایت کر چکے تھے۔ مسلم عوام میں بہت سی سماجی اور مجلسی برائیاں پیدا ہو گئی تھیں جن کی اصلاح کا بیڑہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اٹھایا' شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اپنے خطبوں میں فرمایا کہ اللہ کی ذات واحد ہے وہی کائنات کا خالق ہے وہی مالک اور حاجت روا اور مشکل کشا ہے' اسی کے سامنے نبی' غوث' قطب' ابدال ہاتھ پھیلاتے ہیں اسی سے مرادیں مانگتے ہیں تم بھی عسر و یسر میں اسی کو پکارو وہ ایک ہستی ہے جو سجدے کے لائق ہے ہر ایک کی سنتا ہے۔ شاہ صاحبؒ کا انداز تبلیغ نہایت سیدھا اور صاف تھا' لیکن نفس پرست لوگوں نے شاہ شہیدؒ کو اپنے لئے خطرہ سمجھا اور پوری قوت سے شاہ صاحب کے خلاف میدان عمل میں کود پڑے اور شاہ صاحب کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کیا اور مجاہدین کو بدنام کرنا شروع کیا۔

دوسری طرف سیاسی حالات ابتر تھے' پنجاب' سرحد اور کشمیر پر سکھوں کی حکومت تھی۔ پنجاب رنجیت سنگھ کا طوطی بولتا تھا جبکہ برصغیر کے دوسرے علاقوں پر انگریزی تسلط قائم ہو چکا تھا۔ پنجاب میں سکھا شاہی عروج پر تھی' مسلمانوں پر سکھوں نے عرصہ حیات تنگ کیا ہوا تھا' اکثر مساجد میں اذان بند تھی' لاہور کی تمام بڑی بڑی مساجد میں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ مسجد کے حوض میں گھوڑوں کی لید ڈالی جاتی تھی' لاہور کی ایک مسجد آج بھی "بارود خانہ والی" مسجد کے نام

سے مشہور ہے جس میں بارود رکھا ہوا تھا اور بنایا بھی جاتا تھا۔ قرآن مجید کی علانیہ بے حرمتی کی جاتی تھی‘ مذہبی شعائر کی سکھ توہین کرتے تھے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اپنے ایک شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

خالصہ شمشیر و قرآن رابرد
اندراں کشور مسلمانی بمرد

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا حساس دل جب ان واقعات کا مشاہدہ کرتا تو شدید رنج زدہ ہوتا۔ جب چند واقعات دیکھتے تو آپ نے سکھوں کی سرکوبی کا فیصلہ کیا اور یہ منصوبہ بنایا کہ پنجاب‘ سرحد‘ کشمیر پر قبضہ مکمل کرنے کے لئے برصغیر سے انگریز کو نکالنے کا فیصلہ کیا‘ خلافت اسلامیہ کے قیام کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ سید احمد شہید کی قیادت میں ۱۲۴۱ھ کو مجاہدین کا لشکر راجپوتانہ‘ مارواڑ‘ سندھ‘ حیدرآباد‘ شکارپور‘ بلوچستان‘ قندھار‘ کابل سے ہوتے ہوئے ۱۲۴۲ھ خویشگی کے مقام پر سکھوں سے آمنا سامنا ہوا مجاہدین کی تعداد ۹۰۰ تھی جبکہ سکھ لشکر مسلمانوں سے دس گنا زیادہ تھا‘ اس جنگ میں سات سو سکھ مارے گئے اور سینتیس مسلمان شہید ہوئے۔ صوبہ سرحد‘ سیدو شریف‘ اگرور‘ پھلڑہ‘ حضرو‘ سچاں‘ بھوگڑمنگ‘ شنکیاری‘ مردان‘ صوابی‘ اکوڑہ خٹک‘ پشاور اور بعض دیگر مقامات پر سکھوں سے جنگ ہوئی۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جو حصہ فتح کرتے گئے وہاں مکمل اسلامی نظام کا نفاذ کرتے گئے‘ ہر دور میں زن‘ زر‘ زمین پر بکنے والے مسلمان موجود رہے ہیں۔ چنانچہ شاہ شہیدؒ کے راستے میں بھی بعض ایسے ہی لوگوں نے غداری کی اور بعض مفتوحہ علاقوں میں بغاوت کی شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے مزید تیاری کے لئے بالاکوٹ کا رخ کیا چونکہ وادی محفوظ جگہ مجاہدین کو نئے سرے سے منظم کرنے کا ارادہ تھا بعض لوگوں کی مخبری اور غداری سے سکھ لشکر میں شیر سنگھ کی سرکردگی میں بالاکوٹ جا پہنچا۔ مجاہدین کی تعداد ۹۰۰ تھی جبکہ سکھ لشکر بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا اور قدرت کو بھی ابھی مسلمانوں کی آزادی منظور نہیں تھی بلکہ غلامی کی زنجیر کو مزید لمبا کرنا تھا اور امتحان مقصود تھا۔ ۶ / مئی ۱۸۳۱ء کو ظہر کے وقت بالاکوٹ کے مقام پر سکھ لشکر سے مقابلہ ہوا۔ سید احمد شہیدؒ‘ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور اکثر مجاہدین شہید ہوگئے۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ خلافت اسلامیہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لئے بچپن ہی سے انہوں نے تیاری شروع کردی تھی۔ فن حرب کے تمام پہلوؤں پر انہوں نے مکمل عبور حاصل کیا۔ انہوں نے جب ہوش سنبھالا تو ان کے سامنے مختلف عوامل تھے ایک طرف رسومات و بدعات کا طوفان بدتمیزی تھا‘ دوسری جانب سکھوں کے روح فرسا مظالم تیسرا انگریز کی ریشہ دوانیاں تھیں۔ شاہ شہیدؒ خوابیدہ مسلمانوں کو جگانا چاہتے تھے‘ لیکن جاہل پیٹ کے پجاری لوگوں نے متحد ہوکر شاہ صاحبؒ کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ شاہ شہیدؒ کے خلاف بے سروپا باتیں کیں‘ الزامات لگائے گئے تاکہ مسلمانوں کی اکثریت کو ان سے بدگمان کیا جائے‘ برصغیر میں غلامی کی سیاہ رات کو طویل ترین کیا جائے۔ انگریز مدبروں اور پالیسی سازوں نے بھانپ لیا تھا کہ شاہ صاحبؒ کے ارادے تو کچھ اور ہیں بظاہر وہ سکھوں سے لڑ رہے ہیں لیکن خلافت اسلامیہ قائم کرنا چاہتے ہیں‘ چنانچہ انگریز نے اپنی ڈپلومیسی کے مطابق بڑے بڑے جاگیرداروں‘ زمینداروں‘ اور زرخرید غلاموں کا تعاون حاصل کیا۔

شاہ شہیدؒ ان کے رفقاء نے لبیک کہہ کر شہادت کو گلے لگایا اور اقتدار اپنی ذات کے لئے نہیں چاہتے تھے وہ خدا کی زمین پر خدا کا نظام لانا چاہتے تھے وہ مخلوق کی غلامی سے چھڑا کر خالق سے ملانا چاہتے تھے‘ وہ انسانیت کو قعر ذلت سے نکال کر اوج ثریا تک لے جانا چاہتے تھے‘ بالاکوٹ کی بلند و بالا وادی سے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء کار مجاہدین کی روحیں آج بھی پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ زندگی کے پست و تنگ نظریے کو خیرباد کہو اور حق کی خاطر جان کی پرواہ نہ کرو اور باطل کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ۔

بقیہ: شرعی حجاب

اب جو لوگ قبرستان آئے تھے دوڑ کر اس کے گھر پہنچے ان لوگوں نے اس عورت کے کمرہ پر دستک دی کہ کنڈی کھولو۔ اندر سے اس عورت نے جواب دیا میں کنڈی تو کھول دوں گی مگر کمرہ کے اندر وہ شخص داخل ہو جس کے اندر مجھے دیکھنے کی تاب ہو اس لئے کہ اس وقت میری حالت ایسی ہے کہ ہر آدمی مجھے دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا کوئی قوت برداشت والا شخص اندر آکر میری حالت دیکھے۔ اب دو چار آدمی ہمت کر کے اندر داخل ہوئے اندر عورت اپنے آپ کو چادر میں چھپائے بیٹھی تھی جب یہ لوگ اندر پہنچے تو سب سے پہلے اس عورت نے اپنا سر کھولا ان لوگوں نے دیکھا کہ اس کے سر پر ایک بھی بال نہیں وہ بالکل خالی کھوپڑی ہے‘ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیرے بال کہاں گئے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ جب میں زندہ تھی تو ننگے سر گھر سے باہر نکلا کرتی تھی‘ پھر مرنے کے بعد جب میں قبر میں لائی گئی تو فرشتوں نے میرا ایک ایک بال نوچا

ائمہ کرام اور علمأ کرام کی خدمت میں ایک عاجزانہ گزارش

چمن کی آبیاری میں چمن کا مالی نرم و نازک کونپلوں اور کومل کلیوں کی نگہداشت پر خصوصی توجہ دیتا ہے اسی طرح سمجھدار قومیں اپنی نئی نسل کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتی ہیں۔ اگر اس نرم و نازک کونپل کو ایمان و عمل، سیرت و کردار اور اخلاق و گفتار کے صحیح رخ پر ڈال دیا جائے تو مستقبل میں یہ ایسا تناور درخت بن جاتی ہے جس پر ایمان سوز ہواؤں کے جھکڑ اور ماحول کی آلودگی اثر انداز نہیں ہو سکتی حضرت مولانا عاصم زکی صاحب کی فکر انگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں...... (مدیر)

مولانا مفتی عاصم زکی (استاد ہوری ٹاؤن)

ہر زمانے میں بچوں کی ایک خاص اہمیت ہوتی ہے کیونکہ یہی بچے بڑے ہو کر قوم کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں۔ سمجھدار قومیں اپنی نئی نسل پر خاص توجہ دیتی ہیں' اس لئے ہم سب کو ابھی سے اپنی نئی نسل پر خاص توجہ دینی ہو گی۔ اس لئے کہ جو چیز بچے کے خالی ذہن میں بچپن سے نقش کر دی جاتی ہے وہ بڑھاپے تک ذہن میں رہتی ہے' اگر بچپن میں ان معصوم پھولوں کی تربیت صحیح دینی اور اخلاقی ماحول میں ہو گی تو وہ بڑے ہو کر جب مختلف عہدوں پر فائز ہوں گے تو پھر ہر ایک ادارہ ان کی برکت سے پاکیزہ اسلامی ماحول اور اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کرے گا' ہر شعبے کے اندر کام کو صحیح طور پر انجام دیا جانے لگے گا۔ نیز یہی بچے بڑے ہو کر پہلے مسلمان پھر ڈاکٹر' پھر انجینئر' پھر کسی شعبے کو سنبھالنے والے بن سکیں گے اور پھر ساری دنیا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے والے بنیں گے۔

جس طرح کسی چمن کی آبیاری میں چمن کا مالی نازک کونپلوں اور کومل کلیوں کی نگہداشت پر زیادہ توجہ دیتا ہے اسی طرح سمجھدار قومیں اپنی نئی نسل کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتی ہیں اگر اس نرم و نازک کونپل کو ایمان و عمل' سیرت و کردار اور اخلاق و گفتار کے صحیح رخ پر ڈال دیا جائے تو آگے چل کر یہ ایسا تناور درخت بن جاتی ہے' جس پر ایمان سوز ہواؤں کے جھکڑ اور ماحول کی اخلاقی آلودگی اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

اس اسلامی مزاج پر ڈھالنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک ایسا نصاب ترتیب دیا جائے' جس کے ذریعے بچوں کو ایسی تعلیم و تربیت ہو کہ وہ کسی بھی شعبے میں جا کر مثالی کردار ادا کر سکیں۔ اگر ہماری نئی نسل میں بچپن ہی سے قرون اولی کے مسلمان بچوں جیسی صفات مثلاً اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مکمل اتباع' سچ بولنے کی عادت بڑوں کا ادب' اور دین پھیلانے کا جذبہ پیدا ہو گیا تو کسی بھی شعبے کی مادی اشیأ کی چکاچوندیا کشش ان کے کردار کو متزلزل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔

اسی سلسلہ میں ائمہ کرام حضرات کی خدمت میں عاجزانہ التجا ہے کہ اپنے محلے کے بچوں کے فارغ اوقات قیمتی بنانے کی کوشش فرمائیں ان کی تربیت کی فکر کریں عصر یا عشأ کی نماز کے بعد حلقے بنا کر ان کی دینی ذہن سازی کی کوشش کریں۔

خاص طور پر گرمیوں کی چھٹیوں میں اسکولوں کے بچوں کے پاس بہت سا وقت فارغ ہوتا ہے عمومی طور سے یہ بچے اپنے ان قیمتی اوقات کو ہوٹل کی چارپائیوں پر' گلیوں کے نکڑوں پر' اور گیمز کی دکانوں پر ضائع کر دیتے ہیں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ! چند سالوں سے ہمارے دوست واحباب اپنے محلے میں ان معصوم نونہالوں کے لئے ۴۰ روزہ کورس کا اہتمام کرتے ہیں' جس سے ہمیں بچوں کی دینی ذہن سازی' اخلاقی تربیت' نمازوں کا اہتمام' مسنون دعائیں اور آداب دینیہ کی پابندی میں نمایاں فرق محسوس ہوا' الحمدللہ والدین بھی خوش ہوئے' بعض بچوں اور بچیوں نے اس کورس میں آنے کی برکت اور بزرگوں کی دعاؤں سے حافظ اور عالم بننے کی نیت کر لی' اور مدرسے میں داخل ہو گئے۔

انہی فوائد کو محسوس کرتے ہوئے ہم مساجد کے تمام ائمہ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی اپنی اپنی مساجد میں یہ کورس شروع فرما دیں اور بچیوں کے لئے محلہ میں کسی گھر میں معلمات کے ذریعہ انتظام فرمالیں۔

یہ کورس عمومی طور سے دو گھنٹے کا ہوتا ہے صبح ۱۰ تا ۱۲ یا شام ۴ تا ۶ بجے تک۔ گھنٹوں کو چار حصوں پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

پہلا حصہ : فضائل اعمال و فضائل صدقات وغیرہ سے تعلیم اور پھر احادیث زبانی یاد کروانا۔

دوسرا حصہ : تجوید و مسنون دعائیں۔

تیسرا حصہ : بہشتی زیور اور ایک مفت کا مدرسہ تعلیم الاسلام

باقی صفحہ 25 پر

قسط ۳

بنت سعید احمد

شرعی حجاب کی اہمیت وافادیت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

لوگوں کا طریقہ ہے کہ لباس دیکھ کر معاملہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی حل فرمادیا کہ اس طرح سے سر اور منہ اور بدن پر چادر ڈال کر ڈھکنے سے ان کے پردہ کی اس وضع اور ہیئت کو دیکھ کر کسی کو ہمت نہ ہوگی کہ وہ ان کو چھیڑ سکے لہٰذا وہ اذیت سے بچ جائیں گی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ گھر سے نکلتے وقت عورت کو اپنا سر اور چہرہ بدن چھپانا فرض ہے کسی کو اس کا چہرہ نظر نہ آئے اور یہی پردہ مروجہ ہے جو شرع اسلام سے اب تک مسلمانوں میں رائج ہے جس کو اس زمانہ کے شہوت پرست ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ فرمائیں (آمین)

اور اگر سر اور چہرہ چھپانے میں بلا قصد اور بلاارادہ کوئی کوتاہی ہو جائے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ایسے گناہ اور کوتاہی کو بخش دیتا ہے جو بربنائے غفلت صادر ہو جائے اور قصد وارادہ کو اس میں کوئی دخل نہ ہو' اس سے معلوم ہوا نجات توبہ واستغفار میں ہے۔

اے عورتو سن لو! بے پردگی کا گناہ دوسرے گناہوں سے بہت زیادہ ہے اس لئے کہ یہ علانیہ گناہ ہے' یعنی کھلی بغاوت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میری امت معافی کے لائق ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے معافی کے لائق نہیں۔" دنیوی حکومتوں کے قانون میں بھی علانیہ بغاوت کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا' دوسری بات یہ ہے کہ بے پردگی کا گناہ صرف بے پردہ عورت تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کی وجہ سے جو بے حیائی اور بد معاشی پھیلتی ہے پوری قوم اس کے دنیوی وبال اور اخروی عذاب کی لپیٹ میں آجاتی ہے' اس گناہ کے نتیجہ میں طرح طرح کے فتنہ حتیٰ کہ قتل وغارت تک کی واردات کا عام مشاہدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں بے پردہ عورت کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے شب معراج میں اپنی امت کی عورتوں کو جہنم کے اندر قسم قسم کے عذاب میں مبتلا پایا۔ اور بے پردہ عورت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے عذاب میں مبتلا دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کے ذریعہ جہنم میں لٹکی ہوئی ہیں اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا اور اللہ کی حدیاں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والی عورتو! ذرا غور کرو ایک تو خود جہنم میں ہونا ذلت وخود کتنا عظیم عذاب ہے (اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے) (آمین) اور پھر بالوں کے بل لٹکانا یہ انتہائی تکلیف دہ وہ سزا ہے اور پھر دماغ کا پگھلنا یہ الگ ہولناک عذاب ہے۔ بے پردگی کی سزا کے بارہ میں غیرت کی نظر سے ایک واقعہ ملاحظہ کرتا ہے:

ایک شخص کا گزر ایک قبرستان کے پاس سے ہوا' اس نے کسی قبر سے یہ آواز سنی کہ مجھے نکالو میں زندہ ہوں جب ایک دو مرتبہ آواز سنی تو اس نے اس کو وہم سمجھ کر اس کی طرف توجہ نہ دی مگر جب مسلسل اس نے یہ آواز سنی تو اس کو یقین ہوگیا۔ چنانچہ اس شخص نے وہاں کی قریبی بستی میں جاکر اس آواز کے بارہ میں لوگوں کو بتایا اور کہا کہ تم لوگ بھی جاکر اس آواز کو سنو تو کچھ لوگوں نے آکر یہی واز سنی اور سب نے یقین کر لیا کہ یہ آواز واقعی قبر میں سے آرہی ہے' اب یقین ہوجانے کے بعد وہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے قریبی محلے کی مسجد کے امام صاحب کے پاس گئے کہ آیا قبر کھودنا جائز ہے بھی یا نہیں؟ امام صاحب نے واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ اگر تمہیں واقعی اس کے زندہ ہونے کا یقین ہے تو قبر کو کھود کر اس کو باہر نکال لو' چنانچہ یہ لوگ ہمت کرکے قبرستان گئے اور جاکر قبر کھودی۔ اب جونہی تختہ ہٹایا تو دیکھا کہ اندر ایک عورت ننگی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کا کفن گل چکا ہے اور وہ عورت کہہ رہی تھی کہ جلدی سے میرے گھر سے میرے کپڑے لاؤ میں کپڑے پہن کر باہر نکلوں گی' چنانچہ یہ لوگ فوراً دوڑ کر اس کے گھر گئے اور جاکر اس کے گھر والوں سے یہ واقعہ ذکر کیا اور اس کے کپڑے اور چادر وغیرہ لے آئے اور لاکر قبر کے اندر پھینک دیئے' اس عورت نے ان کپڑوں کو پہنا اور چادر اپنے اوپر ڈالی اور پھر تیزی سے نکل کر دوڑتی ہوئی اپنے گھر کی طرف بھاگی اور گھر جاکر ایک کمرہ میں چھپ کر اندر سے کنڈی لگالی [illegible]

باقی صفحہ ۲۱ پر

قسط ۵

رسولِ آخریں کا اندازِ گفتگو

وفود سے معاملات کے تناظر میں

پروفیسر منزہ خانم

اس قبیلے کا ایک شخص ابو حرب بن خویلد بھی خدمت اقدس میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت اچھی تبلیغ کی اور قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنائیں۔ اس نے کہا میں تیروں کے ذریعے فال نکالتا ہوں' اگر فال تمہارے حق میں ہوئی تو ایمان لے آؤں گا' چنانچہ اس نے فال نکالی تو حق میں نکلی۔ جس پر وہ مسلمان ہوگیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسا آدمی ہو تو اس کے مطابق بات کی جائے۔ خواہ مخواہ ہر شخص پر اپنی رائے نہ ٹھونسی جائے۔ حسن سلوک اور رواداری سے نتائج نہایت عمدہ ظاہر ہوتے ہیں۔

وفد بنی سلیم:

اس قبیلے کا ایک فرد قیس نامی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں دریافت کیں۔ آپ نے نہایت اخلاق کے ساتھ ان کے جواب دیئے اور اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ اسلام لے آئے۔ انہوں نے اپنی قوم میں واپس جاکر کہا:

"بھائیو! میں نے روم کا کلام' فارس کی باتیں' عرب کے اشعار' کاہنوں کی پیش گوئیاں اور قبیلہ حمیر کے نامور مقررین کی تقریریں سنی ہیں مگر محمدؐ کا کلام ان میں سے کسی کے مشابہ نہیں۔ اس لئے میری پیروی کرو اور سب کے سب جلدی سے اسلام لے آؤ۔ چنانچہ ان کی کوشش سے بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔ یہاں تک کہ سات سو آدمی اس قبیلے کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگوں میں شامل ہوئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ گفتگو اور حسن معاملت ہی کا کرشمہ تھا کہ اطراف عالم کے لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔

وفد بنی عامر بن صعصعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قبیلے کے دو سردار عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ بڑے فخریہ انداز میں حاضر ہوئے اور نہایت ہی گستاخانہ لہجہ اختیار کیا۔ عامر نے کہا اگر میں اسلام لے آؤں تو مجھے کون سے حقوق حاصل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو سب مسلمانوں کو حاصل ہیں۔" پھر کہنے لگا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے خلافت مل سکتی ہے؟ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری خلافت نہ تجھے مل سکتی ہے اور نہ تیری قوم کو۔" آخر میں اس نے مطالبہ کیا کہ شہروں کی حکومت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے لیں اور دیہاتوں کی حکومت مجھے دے دیں۔ حضورؐ نے اس کو بھی منظور نہیں فرمایا' جس پر عامر یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ "میرے پاس اتنی طاقت ہے کہ اپنے سواروں اور پیادوں سے آپ کا عرصہ حیات تنگ کردوں" آپ نے بالکل خاموشی اختیار فرمائی لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے رسول حق کی شان میں گستاخی کب گوارا تھی۔ اس نے فوراً" پکڑ لیا' جس زبان سے اس نے گستاخانہ کلمات نکالے تھے۔ وہ حلق میں بکری کے تھن کی طرح سوج کر لٹک پڑی اور اس میں وہ ہلاک ہوگیا اور اربد پر بجلی گری اور اس کا کام تمام ہوگیا۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ ج ۱' ص ۳۰۹)

ابن خلدون نے لکھا ہے "یہ دونوں آدمی دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بناکر آئے تھے مگر کامیاب نہ ہوسکے۔" (ابن خلدون تاریخ ج ۲' ۲۵۹)

ان کے پورے قبیلے نے بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا' اندازہ لگایئے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدتمیزی اور خلاف ادب گفتگو کے باوجود بھی نہایت متانت و سنجیدگی کا مظاہرہ فرمایا اور ان کے تند و تیز کلمات کا صبر اور تحمل سے جواب مرحمت فرمایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کب معاف کرنے والا تھا ان کو ایسی سزا دی جو لوگوں کے لئے باعث عبرت بن گئی۔

وفد ثقیف

ان وفود میں ایک وفد ثقیف کا بھی حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا' کیونکہ اس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے خصوصی دعا فرمائی تھی "اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لا۔" (مسند احمد بن حنبل ج ۴' ص ۳۳۳)

یہ قبیلہ عرب میں بہادری اور دلیری میں بہت زیادہ نامور اور زبردست تھا اور مکی دور میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوتی مشن پر اس قبیلہ میں تشریف لے گئے تھے تو اس کے سردار عبدیالیل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم و ستم ڈھانے کی حد کردی تھی۔ اس نے شہر طائف کے اوباشوں' غنڈوں اور بچوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا تھا' وہ تاک کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک اعضاء پر پتھر مارتے تھے۔

(باقی آئندہ)

اخبارِ ختمِ نبوت

ضلع ڈیرہ غازیخان' راجن پور اور نواح میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد

ڈی جی خان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے زیر اہتمام ضلع ڈیرہ غازی خان میں سالانہ "ختم نبوت کانفرنس" منعقد کی گئی' جس کی سرپرستی مولانا صوفی اللہ وسایا (ڈی جی خان) اور مولانا علی محمد صدیقی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راجن پور نے فرمائی۔ اجتماعات اور پروگراموں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

یکم جون ۱۹۹۹ء راجن پور میں کانفرنس منعقد کی گئی' جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی' مقررین حضرات میں حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری' شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا بشیر احمد (مرکزی ناظم تبلیغ) اور مولانا امام الدین قریشی کے علاوہ مقامی علماء کرام نے بھی مسئلہ ختم نبوت' حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام' مسئلہ جہاد' قادیانیت کے عزائم و مقاصد' مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی کے موضوعات پر تقریریں کیں۔

علاوہ ازیں ۲/ جون ۱۹۹۹ء حاجی پور' فاضل پور' ۳/ جون ڈیرہ غازی خان' ۴/ جون کوٹ ہبت ڈی جی خان' ۵/ جون وسندے والی' (تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ) ۶/ جون یاکے والی' ۷/ جون شاہ سلطان میں عظیم الشان کانفرنسیں منعقد کی گئیں' جن میں علماء کرام اور قائدین ختم نبوت نے ولولہ انگیز تقریریں کیں۔ لوگوں نے کثیر تعداد میں ان کانفرنسوں میں شرکت کرکے رسول اکرم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور دشمنان اسلام' قادیانیوں سے دلی نفرت کا ثبوت پیش کیا۔ الحمد للہ!

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا دورہ بہاولنگر

بہاولنگر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی بہاولنگر کے تین روزہ دورہ پر تشریف لائے' آپ نے ۲۱/ مئی کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد عثمانیہ (ڈونگی) حاصلپور میں دیا' جمعۃ المبارک سے قبل علاقہ کے معروف عالم دین اور تحریک ختم نبوت کے ممتاز راہنما جمعیت علماء اسلام ضلع بہاولپور کے امیر مولانا غلام حسینؒ فاضل دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادگان قاری رشید احمد حسنی' مولانا عبداللطیف سے تعزیت کا اظہار کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ان کی عظیم الشان قربانیوں پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں ان کی مغفرت کے لئے دعا کی۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد مرکزی جامع مسجد چشتیاں میں درس قرآن پاک دیا اور رات دفتر ختم نبوت بہاولنگر میں گزاری اگلی صبح ۲۲/ مئی صبح کی نماز کے بعد مولانا فیض احمد کی مسجد میں خطاب کیا اور ان کی معیت میں مجلس بہاولنگر کے سابق امیر حضرت مولانا قاری عبدالغفور سے جامع العلوم میں ملاقات کی اور جماعتی امور میں مشاورت ہوئی مجلس بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد طیب بھی ساتھ تھے۔

فقیر والی ۲۲/ مئی مجلس کے نئے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی کے تعارف کے لئے فقیر والی تشریف لے گئے جہاں نماز عصر کے بعد جامعہ قاسم العلوم کے مہتمم مولانا محمد قاسم قاسمی اور مفتی مولانا عبداللطیف صاحب سے ملاقات کی' جہاں موصوف کے اعزاز میں مہتمم جامعہ نے ٹی پارٹی کا انتظام کیا اور مولانا شجاع آبادی کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں مبلغین چک ۱۳۲ نگلہ خیم والا تشریف لے گئے' جہاں مدرسہ فتح العلوم رحیمیہ کے مہتمم اور جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کے سابق خطیب حافظ عبدالخالق نے ان کا خیر مقدم کیا' عشاء کی نماز کے بعد چک مذکورہ کی جامع مسجد میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ملک و ملت کے خلاف قادیانی سرگرمیوں اور ان کی انسدادی تدابیر کے عنوان پر خطاب کیا۔ ۲۳/ مئی صبح کی نماز کے بعد بھی درس قرآن ہوا' بعد ازاں حافظ صاحب کی نو تعمیر شدہ خوبصورت کوٹھی کے لان میں پر تکلف ناشتہ کیا۔ بعد ازاں مدرسہ فتح العلوم رحیمیہ کا معائنہ کیا' ہارون آباد میں مدرسہ تعلیم القرآن ریلوے اسٹیشن' جامعہ رشیدیہ تحلی گھر کے اساتذہ و طلباء سے ملاقات کی اور علاقہ میں قادیانی سرگرمیوں سے آگاہ کیا' ارباب مدارس نے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور قادیانیوں کے تعاقب کو اپنا فرض منصبی قرار دیا۔

پنجاب بار کونسل کے ساٹھ ہزار ممبران کی متفقہ قرارداد

جناب حشمت حبیب سینئر ایڈووکیٹ راولپنڈی کی دختر حزیمہ حشمت حبیب اسٹوڈنٹ ایم ایس سی' ایف جی کالج اسلام آباد مورخہ ۲۸'۲۷/ اگست ۱۹۹۹ء کو کالج کے اندر مردہ پائی گئی تھی' پولیس نے ابھی تک قاتلوں کو تلاش نہ کیا ہے اور نہ ہی کالج کی انتظامیہ سے پوچھ گچھ کی گئی ہے' ہم گورنمنٹ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حزیمہ حشمت حبیب کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کیا جائے اور کالج کی انتظامیہ کو شامل تفتیش کیا جائے۔

از ممبران پنجاب بار کونسل

موجودہ حکومت فرض شناسی میں چشم پوشی کر رہی ہے

کمبٹ (رپورٹ: مولانا خان محمد کندھانی) مرزائی قوم روز اول سے ایک فتنہ کا نام ہے جو ملک و ملت کے لئے ایک خطرناک ناسور کی طرح ہے اور اس دعویٰ کی دلیل ہمیشہ کارکنان تحفظ ختم نبوت حکومت کو پیش کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں لیکن کمزور حکومت چشم پوشی سے کام لیتی رہتی ہے جو ان کی ناکامی کا بین ثبوت ہے باقی جو قوانین حکومت نے قادیانیوں کے خلاف پاس کئے ہیں ان کا جواب ہے کہ یہ قوانین عاشقین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خون کا نذرانہ دے کر جذبہ جہاد کے بل پر پاس کروائے ہیں اور علماء حقہ کی دعاؤں اور کوششوں کی برکات کا نتیجہ ہیں ورنہ حکومت سے ایسی توقعات خیال میں بھی نہیں بھلا جو حکومت انگریز اسلام دشمن سے یاری نبھانے کے لئے گستاخان رسول ﷺ کو تحفظ دے ان سے اسلام کی خدمت کے کارنامے سرانجام دلوانے کی امید بھی غلط ہے بہر حال بڑی تاریخ ہے ظفر اللہ خان قادیانی پہلے وزیر خارجہ پاکستان سے لے کر آج تک ہمیشہ ہر قادیانی سب سے پہلے مرزائی ہے اس کے بعد کسی فیلڈ کا ملازم ہے جس کے بین ثبوت تنظیم ہمیشہ پیش کرتی رہی ہے اور مقبوضہ کشمیر کو پاکستان سے جدا کرنے کا ارتکاب مرزائی قوم نے کیا ہے جو ابھی مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے مسلمان افسوس کے آنسو بہا رہے ہیں اور ملک کو بھی خارجی سطح پر اتنی تکالیف برداشت کرنے کی زحمت دی جا رہی ہے مختصراً تازہ ادھر سندھ میں ضلع خیرپور میرس کے تحصیل صوبو ڈیرہ کے نزدیک چند قادیانی بستے ہیں جن کے صرف ۱۰ گھر ہیں اور وہ سر عام مسجد میں اذان خطبہ جمعہ اور نماز پڑھتے ہیں اور ۱۹۸۴ء امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی کا ارتکاب کر رہے ہیں اور جلسہ کروا کر بیعت فارم تقسیم کر رہے ہیں' جس کی وجہ سے محبان اسلام کے دلوں پر نمک پاشی کر رہے ہیں اور حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے ادھر باندھی میں بھی ان کی عبادت گاہ کورٹ کے آرڈر پر سیل ہے لیکن پھر بھی یہ فتنہ انگیز قوم مرزائی قانون کی خلاف ورزی کر کے کٹ پتلی حکومت کی فرض شناسی کی ناکامی کا بابانگ دہل ثبوت دے رہے ہیں ہم گورنر سندھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو لگام دے ورنہ حالات کی ذمہ داری ان پر ہو گی۔

اعتذار

ہفت روزہ ختم نبوت جلد ۱۸ صفحہ: ۲۱ میں "ہفت روزہ ختم نبوت کا اٹھارہواں سال" کے زیر عنوان اکابرین ختم نبوت کی خدمات کے تذکرے میں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر سہوا رہ گیا ہے۔ حضرتؒ کے جانشین' متعلقین اور احباب ختم نبوت سے معذرت خواہ۔ (صاحب مضمون)

بقیہ: عاجزانہ گزارش

چوتھا حصہ: آداب و اخلاق' اس کے لئے آسان دینیات حصہ اول' دوم' سوم۔

مختلف عمروں کے بچوں کے الگ الگ حلقے بن جاتے ہیں۔ عموماً تقریباً ۷ سے ۱۸ سال تک کے بچے اور بچیاں شامل کی جاتی ہیں۔

اگر مکان مل جاتا ہے اور اسباب وسائل اجازت دیں تو آدھا گھنٹہ کمپیوٹر کا بھی رکھ لیتے ہیں۔ جس سے اس گھرانے کے بچے بھی آجاتے جن کا عموماً دینی مزاج نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں آنے سے الحمدللہ کافی تبدیلی محسوس ہوتی ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو دینی گھرانوں کے بچے ہیں وہ بھی کمپیوٹر کا استعمال سیکھ لیتے ہیں۔

کوشش کی جاتی ہے کہ اگر گیارہ بجے یہ کورس شروع ہو تو ظہر کی نماز پڑھ کر بچے گھر واپس جائیں تاکہ نماز پڑھنے کی عملی مشق ہو جائے۔ اگر شام کے اوقات میں یہ کورس ہو تو عصر یا مغرب اساتذہ کی نگرانی میں پڑھیں' سنن و آداب کی رعایت کے ساتھ نماز پڑھی جائے تاکہ بچپن سے پچپن تک یہ نماز ﴿تنھی عن الفحشاء والمنکر﴾ کا ذریعہ بن سکے۔

اسکولوں کے ان اساتذہ کرام کی خدمات لینے کی کوشش ہوتی ہے جو دینی مزاج کے حامل ہوں یا وہ علماء کرام جو بنیادی اسکول کے مضامین سے تعارف رکھتے ہوں تاکہ اسکولوں کے بچوں کے مزاج سے واقف ہو کر ان کی تربیت کر سکیں یا وہ احباب جو دعوت میں کچھ وقت لگا چکے ہوں یا بزرگوں کی صحبت میں بیٹھے ہوں ان کی خدمات بھی لی جا سکتی ہیں۔

علماء کرام کے لئے خصوصی پیشکش

علمائے کرام کی اپنے اہل خانہ کے لئے ہمارے یہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں۔

نوٹ: ﴿یہ پیشکش صرف ۲۷/۲۰ ۱۴۲۰ھ رجب تک کے لئے ہے﴾

دورۂ حدیث کے طلبہ بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں

1

فقط خادم علمائے حق

حاجی الیاس صاحب عفی اللہ عنہ

ستارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی

فون: ۲۴۵۰۸۰۷

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیر اہتمام

چودھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۸ اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا **خواجہ خان محمّد** صاحب مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

• مسئلہ ختم نبوّت • حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق درجوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت

35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 ، 9 ایچ زیڈ یو کے

فون: 0171-737-8199